مسلسل اشاعت کا اکیسواں سال

شمارہ (36) صفر المظفر 1422ھ مئی 2001ء

مشمولات

ھدیہ فی شمارہ =/10 روپیہ سالانہ =/120 روپیہ
بیرونی ممالک =/10 ڈالر سالانہ، لائف ممبر شپ =/300 ڈالر
نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارف رضا" ارسال کریں چیک قابل قبول نہیں

رابطہ: 25 - جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی ۔ 74400، پوسٹ بکس نمبر 489
فون:- 021-7725150 - 092 - اسلامی جمہوریہ پاکستان(E.mail:marifraza@hotmail.Com)

(پبلشر، مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی-آئی-چندریگر روڈ کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے شائع کیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اپنی بات "صدسالہ جشن دارالعلوم منظر اسلام بریلی"

سید وجاہت رسول قادری

قارئین کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

تیرھویں صدی ہجری کے اختتام تک امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے علم وفضل، زہد وتقویٰ، اور تجدیدی کارناموں کا شہرہ برصغیر پاک وہند بنگلہ دیش اور برما کے علاوہ بلاد عرب، افریقہ، امریکہ، سری لنکا اور افغانستان تک پہنچ چکا تھا، چنانچہ اکابرین علماء اہلسنت کے مشورے اور حقیقی اسلامی علوم وافکار کی نشر واشاعت کے خواہاں بزرگان ملت کی تجاویز پر سرزمین بریلی پر، جو اس وقت تک امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی عبقری شخصیت کی وجہ سے اسلامیان ہند کا مرجع بن چکی تھی، ایک ایسے مرکزی دارالعلوم کے قیام کا منصوبہ بنایا گیا کہ جہاں سے علوم اسلامی کی درس وتدریس کے علاوہ سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے سینکڑوں سال پرانے نظریات وعقائد کا ابلاغ اور ان کے دفاع کا بھی اہتمام کیا جا سکے۔ چنانچہ غالباً شعبان ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء کو مجدد دین وملت، امام العصر امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ کے دارالافتاء کے جوار میں ان ہی کی سرپرستی میں دارالعلوم بریلی، منظر اسلام'' کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا۔

اس دارالعلوم میں درجہ علوم اسلامی، عقلیہ ونقلیہ کی درس وتدریس کے علاوہ طالب علم کی فکری اخلاقی اور روحانی تربیت کی ضروریات کا بھی خاص خیال رکھا گیا تھا---- ''منظر اسلام'' محض کسی عمارت کا نام نہیں بلکہ یہ اس فکر اور نظریہ کا نام ہے جس نے مسلمانوں کے دور ابتداء وغلامی میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی جدوجہد کو قوت وتقویت بخشی۔ سچ تو یہ ہے کہ دارالعلوم بریلی جن نظریات وعقائد کا امین ہے وہ ''محمدی'' نظریات وعقائد ہیں، وہ تاریخ کے تواتر میں سیدنا ابوبکر صدیق، خلفائے راشدین، صحابہ، تابعین وتبع تابعین، ائمہ کرامان امت، اولیائے ملت (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے نظریات کا امین ہے۔

دارالعلوم بریلی ''منظر اسلام'' کے قیام نے علماء ودانشوران اہل سنت کو وسائل ابلاغ کی اہمیت کا احساس دلایا۔ جس کے مستقبل میں خاطر خواہ اثرات مرتب ہوئے۔ تحریک پاکستان کا مرحلہ آیا تو دارالعلوم بریلی کے وابستگان (علماء اور مشائخ) نے قوم کی رہنمائی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ''دارالعلوم بریلی، منظر اسلام'' ہی کی تحریک نے ''قادیانیت'' اور ''قادیانیت نوازی'' کے فتنوں کا قلع قمع کیا اور سید عالم ﷺ کے مقام وعظمت اور ناموس رسالت کی پاسداری کا فریضہ انجام دیا۔

کر جہاں سے بھی ہو چن لے۔''رضائے مصطفٰی'' کے خطوط پر ایک جماعت ---- اہل سنت و جماعت ---- کے پرچم تلے خود کو منظم و منضبط کرے۔ ''عشق رسول'' ﷺ کے نور سے اپنے جسم و جان کو منور اور اتباع سنت رسول ﷺ کی دلآویز خوشبوؤں سے اپنے قلب و روح کو معطر کرلے۔

۱۴۲۲ھ دارالعلوم بریلی ''منظر اسلام'' کی تاسیس کا یادگاری سال ہے کہ اس دن اس کے قیام کے سو برس پورے ہوگئے۔ برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش کی غالب مسلم اکثریت اہل سنت و جماعت ۱۴۲۲ ہجری کے پورے سال کو ''صد سالہ جشن تاسیس دارالعلوم منظر اسلام'' کے طور پر منا رہی ہے۔ امسال ''یوم رضا'' کی تقریبات کا عنوان ''منظر اسلام'' ہے اسی کے حوالے سے اجتماعات و سیمینار انعقاد پذیر ہو رہے ہیں۔ اس سلسلہ کا مرکزی پروگرام ۲۳ر تا ۲۵ر صفر المظفر کو نبیرہ اعلیٰ حضرت علامہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں کی زیر نگرانی بریلی شریف میں ہوگا جہاں دنیا بھر سے علماء و مشائخ اور دانشور و محققین شرکت کریں گے اس موقع پر ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل پاکستان کا ایک ۲۵ر رکنی وفد بھی شرکت کیلئے ہندوستان جا رہا ہے جبکہ ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل'' کراچی اور اسلام آباد میں ہونے والی اپنی ''امام احمد رضا کانفرنسوں'' کا موضوع بھی ''منظر اسلام'' رکھ رہا ہے جبکہ ماہنامہ ''معارف رضا'' کراچی کا ایک خصوصی ایڈیشن ''دارالعلوم منظر اسلام بریلی نمبر'' کا بھی اہتمام کر رہا ہے جو کہ جون و جولائی کا مشترکہ شمارہ ہوگا نیز ادارہ کے مرکزی دفتر، کراچی اور اسلام آباد کی طرف سے اس موقع پر ایک خوبصورت یادگاری کمپیوٹرائز "KEY CHAIN" کا اجراء بھی کیا گیا ہے۔

الغرض اگر دارالعلوم بریلی (منظر اسلام) کی صد سالہ علمی اور دینی خدمات اور اسلامیان ہند کے مذہبی عقائد و افکار اور ان کی تعلیمی سیاسی اور معاشی پسماندگی پر مثبت اثرات کا جائزہ لیا جائے تو سواد اعظم کا یہ فیصلہ غلط نہیں ہے بلکہ جدید اسلامی نظام تعلیم، دو قومی نظریہ اور سرزمین ہند میں ایک ایسی اسلامی مملکت کے قیام کے داعی، محرک کی حیثیت سے کہ جس میں شریعت اسلامی کا قانون و آئین مکمل طور سے نافذ ہو، تمام خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ اہل سنت و جماعت پاکستان کے ساتھ ساتھ حکومت پاکستان بھی سرکاری سطح پر ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اس یوم تاسیس کی پذیرائی کرے۔ اخبارات و جرائد خصوصی اشاعت کا اہتمام کر رہے ہیں ---- ریڈیو اور ٹی.وی پر بھی امام احمد رضا اور دارالعلوم منظر اسلام کے حوالے سے خصوصی پروگرام نشر کیئے جانے چاہیے۔

❀❀❀❀

اہم اعلان

''معارف رضا'' جون کا شمارہ شائع نہیں ہوگا بلکہ جون و جولائی کا مشترکہ شمارہ ''دارالعلوم منظر اسلام بریلی نمبر'' جولائی میں شائع ہوگا

توجہ فرمائیے......!

ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی اور خاص کر محکمۂ ڈاک کے بڑھتے ہوئے نرخ کی وجہ سے ادارہ کی مجلس عاملہ اور ماہنامہ ''معارف رضا'' کراچی کے ادارتی بورڈ نے نئی پالیسی کا اعلان کیا ہے۔ جس کے تحت کسی بھی امور سے متعلق خط و کتابت کیلئے جوابی لفافہ/ ڈاک ٹکٹ آنا لازمی ہوں گے بصورت دیگر ادارہ جواب دینے کا پابند نہیں ہوگا۔ یاد رہے کہ جوابی لفافہ پر اپنا پورا نام و پتہ ضرور تحریر کر کے بھیجیں۔ شکریہ

(صدر، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، پاکستان)

دنیائے اسلام کو

"دارالعلوم منظر اسلام کا صد سالہ جشن مبارک ہو"

منظر اسلام! تو نے:

❁ غیر مسلم اکثریت والے ہندوستان میں پرچم اسلام بلند کیا۔

❁ تو نے شدھی اور سنگھٹن تحریکوں کا مقابلہ کر کے لاکھوں مسلمانوں کو ارتداد کے گڑھے سے نکالا۔

❁ تو نے قادیانیت، نیچریت، رافضیت اور وہابیت پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ مخالفین بھی اسے تسلیم کرتے ہیں۔

❁ گستاخیوں کے طوفان کی زد میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب مکرم ﷺ کے عشق ومحبت کی شمع مسلمانوں کے دلوں میں روشن رکھی

زمانے میں ہے احساں آپ کے احمد رضا خاں کا
پڑھایا جس نے ہر دم سینوں کو یا رسول اللہ

❁ اس وقت عظمت الوہیت اور ناموس رسالت کا پہرا دیا جب بعض کلمہ پڑھنے والے کہہ رہے تھے کہ (معاذ اللہ!) اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے اور نبی اکرم ﷺ ہم جیسے بشر ہیں۔

❁ تو نے دوقومی نظریئے کا پرچار کیا جس کی بنیاد پر پاکستان معرض وجود میں آیا، یہی وہ نظریہ ہے جس کی حمایت بعد میں قائد اعظم اور علامہ اقبال نے کی۔

❁ ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کے پاس ہوتے ہی پاکستان کے حق میں فتویٰ دیا۔

❁ تیرے ہم مسلک علماء نے پاکستان کی حمایت میں پوری قوت صرف کردی یہاں تک کہ پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔

❁ اور تیرے ہم مسلک علماء ومشائخ نے ۱۹۴۶ء میں ''آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس'' منعقد کی جو تحریک پاکستان کے لئے سنگ میل ثابت ہوئی۔

❁ تو نے بیک وقت ہندو اور انگریزی سیاست کا سحر توڑا۔

❁ کانگریس اور کانگریسی علماء کی یلغار کو ناکام بنایا۔

❁ ملت اسلامیہ کو عظیم ترین فتاویٰ (فتاویٰ رضویہ) عظیم ترجمۂ قرآن پاک (کنزالایمان) اور عشق مصطفےٰ کا نعتیہ دیوان (حدائق بخشش) دیا۔

❁ چودھویں صدی کے مجدد، بریلی کے تاجدار امام اکبر احمد رضا خاں بریلوی کے ہاتھوں زندگی کا آغاز کیا، جن کا پیغام پوری دنیا میں بایں الفاظ گونج رہا ہے۔

مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

❁ پاک و ہند میں محافل میلاد کی بہار اور نعرۂ رسالت کی گونج تیرے دم قدم سے ہے۔

❁ تیرے فیض یافتگان میں سے محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری، شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی، علامہ عبدالمصطفےٰ ازہری، علامہ وقار الدین (کراچی) علامہ سید جلال الدین شاہ (بھکھی شریف) رحمہم اللہ تعالیٰ نے تیرا فیضان پاکستان کے گوشے گوشے تک ہی نہیں دوسرے ممالک تک پہنچایا۔ منظر اسلام!

❁ تجھے دنیا بھر کے اہل محبت خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

❁ تیرے احسانات کے پیش نظر اسلامیان پاکستان تجھے ہدیۂ سپاس پیش کرتے ہیں۔

❁❁❁

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

نظریۂ حرکت زمین اور احمد رضا خاں بریلوی

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

یہ مقالہ محترم ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے ۱۹۸۲ء میں تحریر فرمایا تھا۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر معارف کی زینت بنایا جارہا ہے۔ (ادارہ)

احمد رضا خاں ۱۸۵۶ء میں بریلی (یو۔پی، بھارت) میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۱ء میں یہیں انتقال کیا۔ وہ پچاس علوم و فنون میں مہارت رکھتے تھے۔(۱) علون نقلیہ کے علاوہ مندرجہ ذیل علوم عقلیہ میں ان کو کمال حاصل تھا:

منطق، فلسفۂ قدیمہ، فلسفۂ جدیدہ، ہیأۃ قدیمہ، ہیأۃ جدید، ھندسہ، ارثماطیقی، لوغارثمات، جبر و مقابلہ، حساب، توقیت، مناظر و مرایا، اکر، زیجات، مثلث کروی، مثلث مسطح، حساب ستینی، طبیعیات، ارضیات، فلکیات، جفر، زائرچہ، مربعیات، فلکیات، جفر، زائرچہ، مربعات، تکسیر وغیرہ۔

انہوں نے تقریباً ہر فن میں تصانیف و شروح، حواشی، تعلیقات یادگار چھوڑے ہیں۔ میرے ذاتی کتب خانے میں ان کی ایک سو (۱۰۰) سے زیادہ عربی، فارسی، اور اردو علمی نگارشات کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں موجود ہیں۔

علوم سائنس میں ان کی مہارت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۹۱۹ء میں مشیگن یونیورسٹی (امریکہ) کے پروفیسر البرٹ۔ ایف پورٹا نے اعلان کیا کہ ۱۷ردسمبر ۱۹۱۹ء کو آفتاب کے سامنے بیک وقت چند ستاروں کے جمع ہوجانے سے ممالک متحدہ میں خصوصاً اور دنیا میں عموماً زبردست تباہی مچے گی اور ایک قیامت صغراء برپا ہوگی۔ یہ خبر اخبار ایکسپریس (بانکی پور، بھارت) میں شائع ہوئی (۲)۔ جب احمد رضا خاں سے اس پر تبصرے کے لئے کہا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ پروفیسر موصوف کا یہ اعلان سراسر لغو ہے پھر انہوں نے اس کے جواب میں ایک تحقیقی مقالہ قلم بند کر کے شائع کرایا (۳) جس میں دلائل و براہین سے پروفیسر مذکور کے وعدے کو باطل قرار دیا۔ نیویارک ٹائمز (امریکہ) کے چند شماروں کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ، ۱۷ردسمبر کا دن جب آیا تو دنیا بھر کے ھیأۃ داں آفتاب کے مطالعہ و مشاہدے میں مصروف رہے اور چند ملکوں کے لوگ اضطراب کے عالم میں قیامت صغراء کا انتظار کرتے رہے(۴) مگر وہ نہ آنی تھی نہ آئی اور جو کچھ احمد رضا نے کہا تھا سچ ثابت ہوا۔ مغربی ھیأۃ دانوں پر احمد رضا خاں کی یہ پہلی کامیابی تھی۔

احمد رضا نے نظریۂ حرکت زمین کے خلاف بھی ایک تحقیقی مقالہ لکھا تھا مگر اس زمانے میں اہل علم مغربی افکار سے مرعوب تھے شاید اس لئے اس مقالے کا زیادہ چرچا نہ ہوا مگر اب پھر حرکت زمین کا نظریہ زیر بحث آیا ہے چنانچہ کچھ عرصہ ہوا پاکستان کی ایک فاضلہ زہرا مرزا قادری نے اس نظریہ سے اختلاف کرتے ہوئے بیان دیا تھا جو اخبار جنگ (کراچی) میں شائع ہوا تھا۔ پھر اس مسئلے پر تبادلۂ خیال کے لئے موصوفہ کو کیلیفورنیا یونیورسٹی (امریکہ) سے دعوت بھی آئی تھی (۵) اور ابھی حال ہی میں پاکستان ایک جہاندیدہ، فلسفی سید محمد تقی کا ایک مضمون نظر سے گزرا جس

میں انہوں نے لکھا ہے کہ وہ ۴۵ رسال سے حرکت زمین اور سکون ارض کے نظریوں پر غور کرتے رہے اور بالآخر اس نتیجے پر پہنچے کو نظریہ حرکت زمین باطل ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

''میں برابر حرکت زمین اور سکون ارض کے اختلاف پر سوچتا رہا اور بحثیں کرتا رہا اب جا کر طویل سوچ اور جدید ھیئت کے اکابر کی کتابوں کے حوالوں کے بعد یہ ایقان حاصل ہوسکا کہ حرکت ارض کا نظریہ بالکل غلط ہے(٦)''

نظریہ حرکت زمین کا جدید سلسلہ ریاضیات کے پروفیسر کاپرنیکس سے چلتا ہے انہوں نے فیثا غورث کے نظریہ حرکت زمین کی تائید کی اور بطلیموس کے تصور کائنات کو مشاھدے یا استدلال کے بجائے اس لئے رد کردیا کہ اس میں حساب کی زیادہ پیچیدگیاں ہیں حالاں کہ بعض سائنسی تجربات نے سکون ارض کی تائید کی ہے چناں چہ ۱۸۸۰ء میں آئین اسٹائن نے ایک تجربہ کیا جس سے نظریہ حرکت زمین کا رد ہوتا تھا لیکن سائنس دانوں نے ماننے سے انکار کردیا، ان کے انکار پر آئین اسٹائن نے اپنے تجربے کی ایسی توجیہہ پیش کی جس سے حرکت زمین کا نظریہ ثابت ہوگیا مگر بقول سید محمد تقی یہ سائنس کی تاریخ کی سب سے زیادہ غیر عقلی توجیہہ تھی (٧)۔ احمد رضا خاں نے بھی اس توجیہہ کی غیر معقولیت پر بحث وتنقید کی ہے۔ آئین اسٹائن کے بعد ۱۸۸۱ء میں مائیکلسن اور یارلے نے تجربے کئے ان سے بھی یہ ثابت ہوا کہ نظریہ حرکت زمین باطل ہے۔ مگر سائنس دانوں نے حسب سابق اس نتیجے کو ماننے سے انکار کردیا(٨)۔ نوبل انعام یافتہ پاکستان کے مشہور سائنسداں ڈاکٹر عبدالسلام کے شریک پروفیسر وائن برگ نے بھی اپنی کتاب ''کائنات کی عمر کے پہلے تین منٹ'' میں ایک ایسے تجربے کا ذکر کیا ہے جس سے نظریہ حرکت زمین کی تردید ہے۔ (٩)

الغرض پے در پے تجربات کی روشنی میں نظریہ حرکت زمین کی تردید، ہوتی رہی مگر سائنس داں ماننے سے انکار کرتے رہے(١٠)۔ احمد رضا خاں نے اس نظریہ کا بھرپور رد کیا ہے۔ انہوں نے نظریہ حرکت زمین کے خلاف جو دلائل و براہین پیش کئے ہیں اور مغربی سائنس دانوں پر جو تنقید کی ہے وہ قابل توجہ اور لائق مطالعہ ہے۔ انہوں نے اپنے وقت کے مشہور ریاضی داں پروفیسر حاکم علی (پرنسپل، اسلامیہ کالج، لاہور) سے مسئلہ حرکت زمین پر بحث کرتے ہوئے لکھا:

''یورپ والوں کو طریقۂ استدلال نہیں آتا، انہیں اثبات دعویٰ کی تمیز نہیں''(١١)

آپ نے دلائل حرکت زمین کتب انگریزی سے نقل فرمائے، الحمدللہ ان میں کوئی نام کو تام نہیں، سب پادر ہوا ہیں(١٢)۔

احمد رضا نے حرکت زمین اور اس کے متعلقات پر مندرجہ ذیل چار مقالات میں بحث کی ہے:

(١) **معین مبین بھر دور شمس و سکون زمین**
(۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) مطبوعہ لاہور

(٢) **فون مبین در رد حرکت زمین**
(۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء)، مطبوعہ بریلی

(٣) **الکلمة الملهمه فی الحکمة المحکمه لوهاء فلسفة المشئمه**، (۱۳۳۸ء/۱۹۲۰ء)، مطبوعہ دہلی

(٤) **نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان**
(۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء)، مطبوعہ لکھنؤ

نظریہ حرکت زمین کے رد میں فوز مبین اہم کتاب ہے۔ اس میں ایک مقدمہ ہے جس میں مقررات ھیأۃ جدیدہ کا بیان ہے جس سے مقالے میں کام لیا گیا ہے پھر چار فصلیں ہیں۔ فصل اول میں نافریت پر بحث کی ہے اور اس سے ابطال حرکت زمین پر بارہ دلیلیں قائم کی ہیں ---- فصل دوم میں جاذبیت پر بحث کی ہے اور

اس سے حرکت زمین کے بطلان پر پچاس دلیلیں قائم کی ہیں---
فصل سوم میں خود حرکت زمین کے ابطال پر تینتالیس دلیلیں ہیں۔
اس طرح مجموعی طور پر ۱۰۵ر دلائل سے نظریۂ حرکت زمین کو باطل کیا ہے---ان تمام دلائل میں صرف ۱۵ر دلائل ایسے ہیں جو پچھلی کتابوں میں مل جاتے ہیں باقی ۹۰ر دلائل خود احمد رضا خاں کی فکر رسا کا نتیجہ ہیں---فصل چہارم میں ان شبہات کا رد ہے جو ھیأۃ جدیدہ حرکت زمین کے ابطال میں پیش کرتا ہے---آخر میں خاتمہ ہے جس میں کتب الٰھیہ سے گردش آفتاب اور سکون ارض کو ثابت کیا گیا ہے۔

فوز مبین کے ۹۶ر صفحات ماہنامہ الرضا (بریلی) کے ۱۹۲۰ء اور ۱۹۲۱ء کے متعدد شماروں میں شائع ہوئے (۱۳) مگر احمد رضا خاں کے انتقال کے بعد ۱۹۲۱ء ہی میں اشاعت کا سلسلہ بند ہو گیا۔ اصل مقالہ تقریباً ڈھائی سو صفحات پر مشتمل ہے۔ تلاش و جستجو کے بعد اس کا ایک قلمی نسخہ بریلی میں ملا ہے، اہل فن اگر اس کا مطالعہ کریں تو فائدے سے خالی نہ ہوگا (۱۴)۔ عالمی سائنس داں ڈاکٹر عبدالسلام کی فرمائش پر فوز مبین کے مطبوعہ اوراق تحقیق و مطالعہ کے لئے بین الاقوامی نظری طبعیات کے ادارے کو اٹلی بھیجے ہیں۔

احمد رضا نے علوم عقلیہ کو قرآن کی روشنی میں پرکھا اور قرآنی ارشادات کو عقلی دلائل سے ثابت کیا۔ وہ قرآنی علوم کے ساتھ ساتھ سائنسی علوم میں بھی مہارت رکھتے تھے، ان کی خیال میں قرآنی ارشادات حتمی و قطعی ہیں اور سائنسی افکار و نظریات غیر حتمی غیر قطعی اور ارتقا پذیر۔ اس لئے قرآن کی روشنی میں سائنسی نظریات کو پرکھنا چاہیے اور قرآنی ارشادات کو دور از کار تاویلات کر کے سائنسی نظریات کے مطابق نہ بنانا چاہتے۔ احمد رضا خاں کے اس انداز فکر مسلمان سائنس دانوں کے لئے ایک نئی راہ متعین کر دی ہے جس پر چل کر وہ بسرعت ترقی کر سکتے ہیں کیوں کہ وحی کی رفتار عقل کی رفتار سے بہت تیز ہے، اس رفتار کا اندازہ لگانا عقل کی بس کی بات نہیں۔

حوالے جات

(۱) سندھ کے ایک ادیب و قلمکار جناب اللہ بخش عقیلی ٹھٹھوی مرحوم نے احمد رضا خاں بریلی پر ۱۹۲۲ء میں ایک مقالہ لکھا تھا جو ماہنامہ تصوف (لاہور) ستمبر ۱۹۲۲ء میں شائع ہوا۔ اس میں احمد رضا خاں بریلوی کے علم و فضل کو سراہا ہے اور زبردست خراج عقیدت پیش کیا ہے---مسعود

(۲) اخبار ایکسپریس (بانکی پور، بھارت)، مطبوعہ ۱۸ر اکتوبر ۱۹۱۹ء۔

(۳) ماہنامہ الرضا (بریلی)، شمارہ صفر ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء، و ربیع الاول ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء۔

(۴) نیویارک ٹائمز (امریکہ)، مورخہ ۱۶، ۱۸، دسمبر ۱۹۱۹ء۔

(۵) اخبار جنگ (کراچی)، مورخہ یکم فروری ۱۹۸۲ء ص ۳، ک ۵۔

(۶) اخبار جنگ (کراچی)، مورخہ ۱۱ر مئی ۱۹۸۰ء۔

(۷) اخبار جنگ (کراچی)، مورخہ یکم فروری ۱۹۸۲ء، ۳، ک ۵

(۸) اخبار جنگ (کراچی)، مورخہ ۲ر جنوری ۱۹۸۲ء ص ۳، ک ۸، ۹

(۹) اخبار جنگ (کراچی)، مورخہ یکم فروری ۱۹۸۲ء، ۳، ک ۵

(۱۰) ایضاً

(۱۱) احمد رضا خاں: نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۲۳۔

(۱۲) ایضاً ص ۲۵

(۱۳) الف: ماہنامہ الرضا (بریلی)، شمارہ رجب ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء
ب: ماہنامہ الرضا (بریلی)، شمارہ شعبان ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء
ج: ماہنامہ الرضا (بریلی)، شمارہ رمضان ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء
د: ماہنامہ الرضا (بریلی)، شمارہ شوال ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء
ہ: ماہنامہ الرضا (بریلی)، شمارہ ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء
و: ماہنامہ الرضا (بریلی)، شمارہ الحجہ ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء
ز: ماہنامہ الرضا (بریلی)، شمارہ محرم ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء
ح: ماہنامہ الرضا (بریلی)، شمارہ صفر ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء
ط: ماہنامہ الرضا (بریلی)، شمارہ جمادی الآخر ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء
ی: ڈاکٹر عبدالسلام نے اپنے ایک مکتوب میں راقم کو لکھا ہے:
"داخلی اعتبار سے ان کا لکھا ہوا مقالہ مفید ہوگا"

عبقریٔ وقت امام احمد رضا علیہ الرحمت

تحریر : علامہ جمیل احمد نعیمی★

اس سال ماہ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ میں منظر اسلام بریلی شریف کے فاضل استاد حضرت علامہ مولانا سید شاکر علی صاحب رضوی زید مجدہ کی پاکستان تشریف آوری ہوئی ۔ جب آپ دارالعلوم نعیمیہ میں تشریف لائے تو موصوف نے یہ پرمسرت اور حیات بخش خبر سنائی کہ امسال رازی دوراں، غزالی زماں، بیہقی وقت، جنید عصر، مجدد دین وملت، امام اہل سنت، الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ القوی کے عرس مبارک کی تقریب سعید کے موقع پر آپ کے فرزند ارجمند حجۃ الاسلام فدائے خیر الانام فاضل علوم دینیہ اور کامل علوم عربیہ وادبیہ حضرت علامہ مولانا الشاہ حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمت کے قائم کردہ اہل سنت کے عظیم اور وقیع ادارے ''منظر اسلام'' کی صد سالہ تقریب تشکیل بھی سنائی جارہی ہے، احقر کو اس صد سالہ جشن کا سن کر جس قدر خوشی ہوئی احقر اس کو الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے طفیل اس عظیم ادارے کو ہمیشہ قائم ودائم رکھے اور ارباب فتن و اصحاب شرور کی نظر بد سے محفوظ و مامون رکھے آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ الامین۔

آج سے پچاس سال قبل جو فقیر نے اپنے استاد محترم فاضل جلیل عالم نبیل استاد الاساتذہ تاج العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی اشرفی محدث مراد آبادی علیہ الرحمت کی زبان فیض ترجمان سے اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام اہل سنت علیہ الرحمت کے علم وفضل ذہانت وفطانت اور عظمت ومحبت مصطفیٰ ﷺ اور عشق واحترام غوث الوریٰ کا چرچہ سنا تھا، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کو اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر پایا، ہمارے استاد محترم کی کوئی محفل اور مجلس درس وتدریس کی ہو یا وعظ ونصیحت کی کہ جس میں دیگر اکابر اہل سنت کے ساتھ بالخصوص اعلیٰ حضرت اور صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین صاحب علیہ الرحمت کا ذکر جمیل نہ ہوتا ہو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی علمی وقیع تحقیقی تخلیقی اور تاریخی کتب کے ساتھ ساتھ ''حدائق بخشش'' کے موقع ومحل کے لحاظ سے بے شمار اشعار نہ پیش کرتے ہوں ان شاء اللہ العزیز مزید واقعات کسی دوسرے مضمون میں پیش کرنے کی کوشش کروں گا، لیکن اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ ان تیس سالوں میں ہندوستان و پاکستان کے علاوہ افریقہ اور امریکہ اور یورپ میں اعلیٰ حضرت پر جو کام ہوا وہ قابل رشک ہے احقر کی اپنی یہ ناقص رائے ہے کہ ان تیس سالوں میں اعلیٰ حضرت پر جتنا کام ہوا شاید کسی عالم اہل سنت پر اتنا کام ہوا ہو اعلیٰ حضرت پر تصنیف وتالیف کے علاوہ مختلف زبانوں پر لوگوں نے جو پی. ایچ. ڈی کیا ہے اور کررہے ہیں۔ اس میں جہاں ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل'' کی کوشش و

★ (استاد الحدیث وناظم تعلیمات دار العلوم نعیمیہ کراچی)

کاوشیں شامل ہیں وہیں یہ امام احمد رضا علیہ الرحمت کی عنداللہ (جل جلالہ) وعدالرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور غوث الاعظم کی بارگاہ عظمت پناہ میں محبوبیت اور قبولیت کی واضع دلیل ہے اور کیوں نہ ہو کہ جس محبّ مصطفیٰ اور عاشق غوث الوریٰ کا دل کی گہرائیوں سے یہ مسلک وعقیدہ ہو۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

اور جس کی فکر اور اعلان یہ ہو کہ:

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

اس عظیم اور وقیع ادارے ''منظر اسلام'' کی اس سے بڑی سعادت اور خوش بختی کیا ہوسکتی ہے کہ جس کی علمی اور روحانی سرپرستی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت سرانجام دیتے رہے ہوں اور فاضل جلیل عالم نبیل علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خاں صاحب مفتی اعظم ہند اور حضرت علامہ مولانا حسنین رضا خاں صاحب علیہم الرحمت جیسے ہونہار ذکی و فہیم طالب علم ہوں مزید برآں یہ کہ ایسے ممتحین حضرات کہ جن پر علم وفضل زہد وتقویٰ ناز کرے مثلاً فاضل جلیل عالم نبیل فقیہہ وقت حضرت علامہ مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب رامپوری علیہ الرحمت، محدث وقت فقیہہ امت حضرت علامہ مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمت اور حضرت علامہ سعید الاسلام، حضرت مولانا عبدالسلام صاحب رضوی علیہ الرحمت ہوں۔ لکھنے کو تو بہت کچھ اس ادارے ''منظر اسلام'' پر لکھا جا سکتا ہے لیکن وقت کی کمی صفحات کی تنگ دامنی اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ مضمون کو طول دیا جائے احقر اسی پر اکتفا کرتے ہوئے امام اہل سنت کے اس شعر پر مضمون کو ختم کرتا ہے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

افکارِ رضا

فتاویٰ امام

ازافاضات: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ / مرتبہ: اقبال احمد اختر القادری

"عورتوں کا مزار پر جانا"......!

امام احمد رضا سے جب عورتوں کے مزارات پر حاضری کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے اس کے جواب میں مکمل رسالہ "جمل النور فی نهی النساء عن زيارة القبور" تحریر فرمایا۔ جس کے چند اقتباسات درج ذیل ہیں:

"بارگاہ نبوی میں حاضری"......!

سوائے حاضری حضور کے روضہ اقدس کے میں اسے جائز نہیں سمجھتا کیونکہ وہ واجب یا قریب ہے۔ مزارات اولیاء یا دیگر قبور کی زیارت کو عورتوں کا جانا ہرگز پسند نہیں کرتا خصوصاً اس طوفان بدتمیزی، رقص و مزامیر و سرود میں جو آج کل جاہلوں نے اعراس مبارکہ میں برپا کر رکھا ہے۔ اس میں تو عام مردوں کی شرکت کو بھی پسند نہیں کرتا۔

کنکریاں مار کر عورتوں کو مسجد سے نکالا......!

حضور اکرم ﷺ کی ظاہری حیات میں عورتیں نماز جمعہ اور عیدین کی نماز باجماعت پڑھتی تھیں پھر وقت نے کروٹ لی، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کے گھر سے نکلنے پر پابندی لگادی۔ حضرت عبداللہ بن عمر جمعہ کے روز مسجد میں کھڑے ہوجاتے اور جمعہ کے لئے آنے والی عورتوں کو کنکریاں مار کر نکالتے۔ کچھ عورتیں سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شکایت لے کر حاضر ہوئیں آپ نے فرمایا! "جن حالات کا مشاہدہ اب عمر فاروق نے کیا ہے اگر یہی حالات حضور اکرم ﷺ کی حیات ظاہری میں پیدا ہوجاتے اور آپ مشاہدہ فرماتے تو عورتوں کو مساجد میں جانے کی اجازت نہ دیتے۔

جب ان خیر کے زمانوں میں فیوض و برکات کے وقتوں میں عورتوں کو نماز باجماعت اور شرکت اجتماعات سے منع کردیا گیا حالانکہ دین متین میں ان دونوں کی تاکید ہے تو ان برائیوں اور خرابیوں کے زمانے میں حصول فیض کے بہانے سے عورتوں کو زیارت قبور کی اجازت کیوں دی جائے گی جس کی شریعت نے تاکید نہیں کی اور خصوصاً ان میلوں ٹھیلوں میں جو جاہلوں نے مزارات کرام پر نکال رکھے ہیں یہ کس قدر شریعت کے خلاف ہیں۔

"قبروں پر جانے والی عورت"......!

امام قاضی سے سوال ہوا کہ عورتوں کا قبروں پر جانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا! ایسی جگہ جواز و عدم جواز نہیں پوچھتے یہ پوچھو کہ اس میں عورتوں پر کتنی لعنت پڑتی ہے جب گھر سے قبور کی طرف چلنے کا ارادہ کرتی ہے تو اللہ اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے۔ جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو تمام اطراف سے شیطان اسے گھر لیتے ہیں جب قبر تک پہنچتی ہے تو میت کی روح اس پر لعنت کرتی ہے جب واپس آتی ہے تو اللہ کی لعنت میں ہوتی ہے۔ (جمل النور ص ۳۵)

بیوی کو مسجد نبوی جانے سے روک دیا......!

حضرت سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ مقدسہ صالحہ حضرت عاتکہ کو مسجد نبوی میں جانے سے روک دیا حالانکہ انہیں مسجد شریف سے محبت تھی۔ آپ انہیں منع فرماتے مگر وہ نہ مانتیں۔ ایک روز انہوں نے یہ تدبیر کی کہ عشاء کے وقت اندھیری رات میں ان کے جانے سے پہلے راہ میں کسی دروازے

میں چھپ رہے جب حضرت عاتکہ آئیں اور اس دروازہ سے آگے بڑھیں تو انہوں نے نکل کر پیچھے سے ان کے سر مبارک پر ہاتھ مارا اور چھپ رہے حضرت عاتکہ نے کہا "ہم اللہ کے لئے ہیں لوگوں میں فساد آ گیا"۔ یہ فرما کر مکان کو واپس آئیں اور پھر جنازہ ہی نکلا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ تنبیہ فرمائی کہ عورت کیسی ہی صالح ہو اس کی طرف سے اندیشہ نہ سہی مگر فاسق مردوں کی طرف سے اس پر خوف کا کیا علاج ہے؟

"چند مقامات پر جانے کے لئے اجازت"......!

علماء کرام نے عورت کے گھر سے باہر نکلنے کے چند مواقع گنوائے ہیں جن کا بیان ہمارے رسالے "مروج النجا لخروج النساء" میں ہے اور اس کے علاوہ اجازت نہیں اور اگر شوہر اجازت دے گا تو دونوں گنہگار ہوں گے وہ سات مواقع یہ ہیں:

(۱) ماں باپ دونوں یا ایک کی ملاقات (۲) انکی عیادت (۳) انکی تعزیت (۴) محارم کی ملاقات (۵) اگر دایہ ہو (۶) مردہ کو نہلانے والی ہو (۷) اس کا کسی دوسرے پر حق ہو یا دوسرے کا اس پر حق ہو۔

تو ان آخری تین صورتوں میں اجازت لے کر اور بلا اجازت بھی جا سکتی ہے۔ ان صورتوں کے علاوہ اجنبیوں کی ملاقات، ان کی عیادت اور دعوت ولیمہ کے لئے شوہر اجازت نہ دے اگر اجازت دی اور عورت گئی تو دونوں گنہگار ہوں گے۔

صحابہ کرام اور تابعین تو اپنی پارسا، نمازی اور متقی عورتوں کے لئے پابندیاں رکھیں اور آج ہم آزادی دیں۔ اب تو پہلے سے زیادہ پابندی کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور شریعت مطہرہ پر عمل کی توفیق دے۔ (آمین)

"حدائق بخشش"

"ایم۔اے۔اردو" کے نصاب میں شامل ہو گئی

"ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل" اور دیگر احباب کی کوششوں سے امام احمد رضا کے دیوان "حدائق بخشش" کو رانچی یونیورسٹی، رانچی (انڈیا) کے ایم-اے اردو کے نصاب میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اس اہم علمی اقدام پر "ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل" پاکستان ڈاکٹر اختر یوسف صاحب صدر شعبۂ اردو، رانچی یونیورسٹی کا نہایت درجہ شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلاتا ہے۔

فاضل بریلوی کے

حیرت انگیز کارنامے

ڈاکٹر محمد مالک ★

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۵۶ء-۱۹۲۱ء) موجودہ صدی کی وہ ہمہ صفت، عظیم المرتبت اور گوہر آبدار شخصیت ہیں جو اپنی علمی وجاہت اور ادبی بلاغت کی بدولت مسلم امہ بلکہ مغربی دنیا میں بھی سبقت لے گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کا علمی تبحر اور تحقیقی خدمات بام عروج پر ہیں۔ عالمی دانشوران کی علمی و تحقیقی خدمات کے نہ صرف معترف ہیں بلکہ انہیں حاکم (AUTHORITY) تسلیم کرتے ہیں ان کا علمی و تحقیقی سرمایہ دانش گاہوں کی زینت بن گیا ہے بالخصوص پوسٹ گریجویشن (M.Phil, Ph.D) کی ڈگریاں ان کی تحقیقی و تخلیقی خدمات کی شاہد عادل ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا علمی پرچم اوج ثریا کی بلندیوں کو چھو رہا ہے مسلمانوں کی علمی برتری امام احمد رضا کے تحقیقی و تخلیقی ورثے کی مرہون منت ہے علوم دینیہ کا کونسا ایسا شعبہ ہے جس پر ان کو مکمل دسترس (Command) حاصل نہ ہو۔ صرف یہی نہیں بلکہ علوم جدیدہ (جدید سائنس Modern Science) کے مختلف شعبہ جات میں ان کی تخلیقی، تحقیقی اور تجرباتی تصانیف ان کی کامل مہارت اور وسعت علمی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

دور حاضر میں اس بحر العلوم و کنز الفنون شخصیت کا نام آفتاب نصف النہار کی طرح درخشاں ہے۔ حیرت ہے ان کے وصال کو 80 برس گزر گئے مگر ان کی علمی شخصیت دانش گاہوں (Universities) کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے اور ان کی توقیر و تشہیر بدستور جاری ہے اور ان شاء اللہ ان کے علمی وقار کی پرچم کشائی قیامت کی صبح تک ہوتی رہے گی۔

میراث نبوت کا پاسبان، مفکر اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فرد واحد کا نام نہیں یہ عشق رسالت ﷺ کی ایک تحریک کا نام ہے دلوں کے اندر عشق مصطفیٰ ﷺ سے روشن قندیل کا نام ہے۔ علوم و فنون کا یہ خورشید تاباں ایک ہشت پہلو (Multi-Dimentional) ہیرے کی مانند ہے جس کے علمی ورثے کی نورانی کرنیں ایک عالم کو منور کر رہی ہیں۔ جوہریوں کو نہ صرف دعوت فکر دے رہی ہیں بلکہ جوہری اس بحر ناپیدا کنار ہستی کے علمی موتی حاصل کر کے دانش گاہوں (Universities) کا اعزاز بن گئے ہیں اور یوں یونیورسٹیوں کے بلند وقار میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

محسن ملت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی فکر و نظر اور قرطاس و قلم کا مرکز ہمیشہ قرآن حکیم اور سید عالم ﷺ کی ذات کریم رہا۔ وہ ترجمان علم و حکمت اور داعی حق و صداقت و اتحاد بین المسلمین تھے۔ رہبر عالم اسلام کی حیثیت سے انہوں نے ملت اسلامیہ کی مرکزیت و استحکام اور بقائے دوام کو ذات مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ

★ (ماہر امراض دماغ، نفسیات و منشیات، ڈیرہ غازی خان)

قرار دیا اور جداگانہ قومیت کا شعور قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش کر کے شرف تقدم حاصل کیا اور یوں انہوں نے عالمی مسلم اتحاد اور اسلامی بھائی چارے کے فروغ کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیا ہے۔

آج ٹیکنالوجی کے دور میں مقیاس ذہانت (I.Q) سے متعلق خاصا شور برپا ہے اور آئے دن میڈیا نے اعلیٰ آئی۔کیو (I.Q) والی شخصیات سے متعارف کرانا شروع کیا ہے۔ تازہ ترین تحقیق کے مطابق عالمی شہرت یافتہ عبقری (Genius) 20 ویں صدی کے عظیم انسان (Man of 20th Centuty) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مثالی آئی۔کیو (I.Q) نے ماہرین کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے کہ علوم دینیہ میں صرف علم حدیث میں 240 کتابوں اور علم فقہ میں 90 سے زائد کتب پر کامل عبور، ایک ہزار سے زائد کتابوں کے مصنف، 100 سے زائد علوم پر کامل مہارت یقیناً عطیہ الٰہی اور عنایت رسالت پناہی ہے۔

قائد سواد اعظم کا علمی سرمایہ کنزالایمان (ترجمہ قرآن) سے لیکر حدائق بخشش (نعتیہ کلام) اور فتاویٰ رضویہ (حنفی فقہ اسلامی کا انسائیکلوپیڈیا-12,000 ہزار صفحات پر مشتمل) اور کفل الفقیہ سے لیکر میڈیکل سائنس تک احاطہ کئے ہوئے ہے۔

مفکر اسلام علامہ امام بریلوی علیہ الرحمہ نے علوم دینیہ کے ہر شعبہ کے علاوہ صرف سائنسی علوم سے متعلق یک صد سے زائد کتب تصنیف فرمائی ہیں جو تخلیقی و تحقیقی ذہن کی نشاندہی کرتی ہیں مثلاً فزکس، کیمسٹری، بیالوجی، علم ریاضی، الجبرا، جیومیٹری، لوگارتھم، ٹوپولوجی، سائیکالوجی اینڈ پیراسائیکالوجی، فونیٹکس اینڈ فونالوجی، اسٹرانومی اینڈ اسٹرالوجی، انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی وغیرہ اور میڈیکل سائنس۔ Medical Embryology, Evolution Theory. Genetics Medical, Physiology, Plague, Leprosy وغیرہ اور Banking System, (بلاسود بینکاری) Economics, Political Science

جدید تحقیق Genes-Genetics اور Chromosomes سے متعلق Waldyer نے ۱۸۷۶ء میں W.S.Sutton نے ۱۹۰۸ء میں بعد Watson & Crick نے جبکہ ۱۸۹۶ء میں مفکر اسلام اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اس سے متعلق بحث کی ہے اور ان کی یہ بحث آج کل Genetic Control of Protein Synthesis : DNA Transcription Translation Protein کے زمرے میں آتی ہے۔

ATOM:

ایٹم کے انشقاق (Nuclear Fission) سے متعلق آٹوہان نے ۱۹۳۸ء میں جبکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے ۱۹۱۹ء میں گفتگو کی۔ کوویلنٹ بانڈ (Covalent Bond) سے متعلق G.N.Lewis نے ۱۹۱۶ء میں جبکہ امام احمد رضا نے ۱۹۱۹ء میں کوویلنٹ بانڈ اور Ionized Bond سے متعلق گفتگو کی ہے۔

Medical Science:

طاعون، جزام کے علاوہ میڈیکل ایمبریالوجی Gastrointestinal Physiology سے متعلق مقامع الحدید میں بڑی خوبصورتی سے بحث کی ہے۔

الٹرا ساؤنڈ مشین کا فارمولا:

امام احمد رضا خاں پہلے مسلم مفکر ہیں جنہوں نے اپنی کتاب الصمصام علیٰ مشکک فی آیۂ علوم الارحام ۱۸۹۶ء میں الٹرا ساؤنڈ مشین کا فارمولا بیان کیا ہے۔

Modern Communication System:

Auditory Theory, Wave Theory, Sound. اور Damped Harmonic Motion سے متعلق رسالہ الکشف شافیا ماہرین کیلئے دعوت فکر ہے۔

نفسیات Phsychology:

امام احمد رضا نے ۱۹۲۱ء سے قبل نظریہ تعمیر شخصیت (نفس، قلب، روح)(Personality formation) اور تشکیل ذات کے حوالے سے ماہرین نفسیات سگمنڈ فرائیڈ (ID, EGO, Super Ego - Sigmond Frued) Alfred Adler,. Carl Jung, Karen Horney, B.F.Skinner, Erik Erikson, Erik Fromm, John B Watson, Albert Bandura, Carl Rogers, Willim H. Sheldon, Gordon W. Allport پر سبقت حاصل کرلی ہے۔

نذرانۂ عقیدت بحضور اعلیٰ حضرت

رحمۃ اللہ علیہ

کوئی تم سا کہاں احمد رضا خاں
طریقت میں نہاں احمد رضا خاں

منزہ ہے گر ہے "کنزالایمان"
ہے کیا علم و بیاں احمد رضا خاں

لکھیں نعتیں جو عشق مصطفیٰ میں
محبت کی زباں احمد رضا خاں

جلائی شمع علم و فکر و فن کی
جدا طرز بیاں احمد رضا خاں

وہ ہیں حق میں فنا صوفی وصافی
تصوف کا جہاں احمد رضا خاں

ہے شیدا ان کا ہر اک مکتب فکر
متاع کارواں احمد رضا خاں

وہ زندہ ہیں دلوں میں عاشقوں کے
درخشاں جاوداں احمد رضا خاں

ہیں تصنیفات ان کی بحر ذخار
وہ ہیں اہل زباں احمد۔ رضا خاں

امام اہل سنت، جید عالم
خطیب خوش بیاں احمد رضا خاں

کیا روشن چراغ عشق نبی ﷺ کا
ہیں خوش اہل جہاں احمد رضا خاں

سلام و نعت کی شمع، جلائی
کیا روشن جہاں احمد رضا خاں

لقب ہے اعلیٰ حضرت ان کا مخدوم
محبت کا نشاں احمد رضا خاں

مخدوم منور عارفی سلطان
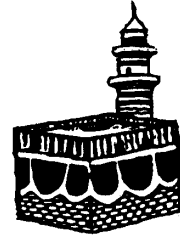
تحقیق، محمد بہاء الدین شاہ ★

﴿ساتویں قسط﴾

سعودی انقلاب کی آمد کے سات ہی مسجد الحرام میں علماء کرام سے متعلق مناصب پر تقرری کے لئے صدیوں سے رائج طریقہ کار نیز مسجد الحرام سمیت شہر بھر کے نظام تعلیم میں وسیع پیمانے پر تبدیلیاں کی گئیں۔ عثمانی و ھاشمی ادوار میں مسجد الحرام کے ائمہ وخطباء کے مناصب عام طور پر مقامی علماء کرام کے لئے مختص تھے۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالحق الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اپنے دور کے اکابر علماء کرام میں ہوا اور مکہ مکرمہ کے بکثرت علماء نے ان دونوں علماء سے تعلیم پائی لیکن اس تمام تر علم وفضل اور قدرداں حکومت کے باوجود ان علماء کو مسجد الحرام کی امامت وخطابت نہیں سونپی گئی اور یہ شرف اہل مکہ کو ہی حاصل رہا لیکن سعودی مملکت کے قیام کے فوراً بعد علماء مکہ کو مسجد الحرام کی امامت وخطابت کے شرف سے محروم کردیا گیا اور حکمرانوں نے اپنے ہم خیال ائمہ وخطباء کی تقرری کو ضروری سمجھا لہذا فوری طور پر ۱۳۴۴ھ میں علاقہ نجد سے شیخ محمد بن عبدالوھاب نجدی کی نسل میں سے ایک عالم شیخ عبداللہ بن حسن کو لا کر امام وخطیب مقرر کیا گیا جو اپنی وفات ۱۳۷۸ھ تک اس سے وابستہ رہے۔ بعد ازاں اسی مکتب فکر کے خوش الحان قاری وحافظ علماء کی تلاش شروع ہوئی اور شاہ عبدالعزیز السعود نے مصر سے شیخ محمد عبدہ (۱۲۶۶ھ---۱۳۲۳ھ/ ۱۸۴۹ء---۱۹۰۵ء) کے شاگرد جماعت انصار السنۃ المحمدیۃ کے بانی رکن شیخ عبدالظاہر ابوالسمح (۱۳۰۰ھ---۱۳۷۰ھ) کو طلب کر کے امام وخطیب مقرر کیا(۱۱۲) گزشتہ سطور میں آچکا کہ ۱۳۳۰ھ سے ۱۳۴۵ھ کے درمیان مسجد الحرام میں خطباء کی تعداد پچاس اور ائمہ کی ایک سو بیس کے قریب تھی۔ اب ۱۳۴۵ھ میں سعودی مملکت کے بانی عبدالعزیز السعود کے ایماء پر علماء حجاز ونجد پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی گئی جس نے مسجد الحرام میں مذاہب اربعہ کے ائمہ کی الگ الگ جماعت کا سلسلہ موقوف کرنے کے علاوہ ائمہ خطباء کی تعداد میں کمی کردی نیز یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ آئندہ مسجد الحرام کی امام وخطابت کسی خاص خاندان یا کسی خاص علاقہ وشہر کے افراد کے لئے مختص نہیں رہے گی۔ کچھ ہی عرصہ بعد مصر سے علامہ سید محمد رشید رضا (۱۲۸۲ھ---۱۳۵۴ھ/ ۱۸۶۵ء---۱۹۳۵ء) کے شاگرد شیخ محمد عبدالرزاق حمزہ (۱۳۰۸ھ---۱۳۹۲ھ) کو بلا کر امام وخطیب بنایا گیا۔ سعودی عہد کے ابتدائی دور میں مسجد الحرام میں نماز کا سلسلہ برقرار رکھنے کے لئے کچھ عرصہ شیخ عبداللہ حمدوہ سوڈانی ثم مکی (۱۱۳) اور علامہ سید محمد نور کتبی فیض آبادی مکی (۱۱۴) وغیرہ مکہ مکرمہ میں مقیم چند علماء کو امانت سونپی گئی لیکن سعودی عہد کے ابتدائی تیس برس کے لگ بھگ یعنی ۱۳۷۳ھ تک یہی تین علماء شیخ عبداللہ بن حسن، شیخ عبدالظاہر اور شیخ عبدالرزاق مسجد الحرام کے امام وخطیب رہے جن میں سے ایک کا وطن نجد اور دو مصری نژاد تھے۔ تا آنکہ مکہ

★ (ناظم بہاء الدین ذکریا لائبریری، چکوال)

مکرمہ کے علمی خاندانوں میں سے ایک کے فرد شیخ عبداللہ بن عبد الغنی خیاط (۱۳۲۶ھ---۱۴۱۵ھ) نے شیخ ابوبکر خوقیر نیز مسجد الحرام کے مذکورہ بالا تینوں علماء سے تعلیم پانے کے نتیجہ میں وہابیت قبول کی اور ۱۳۷۳ھ میں امام وخطیب بنائے گئے۔ اسی دوران شیخ محمد بن عبدالوھاب نجدی کی نسل میں سے شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن حسن (پ ۱۳۳۸ھ) کو امام وخطیب بنایا گیا لیکن تھوڑے عرصہ بعد انہیں الگ کر کے وزیر تعلیم وغیرہ دیگر اہم عہدوں پر تعینات کیا گیا پھر مصر سے شیخ محمد عبدہ وعلامہ رشید رضا کے ایک شاگرد جماعت انصار السنۃ المحمدیۃ کے رکن شیخ عبدالمھیمن بن محمد ابوالسمح (۱۳۰۷ھ/۱۳۹۹ھ) کو امامت و خطبات سونپی گئی۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شیخ محمد عبدہ مصری نیز ان کے شاگرد علامہ رشید رضا کے علاوہ جماعت انصار کا مختصر تعارف قارئین کی نظر کیا جائے۔

جماعت اسلامی پاکستان کے اہم قلمکار خلیل حامدی نے شیخ محمد عبدہ کے افکار ونظریات پر قدرے تفصیل سے لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے:

''شیخ محمد عبدہ کے دور میں مصر پر انگریز گورنر لارڈ کرومر کی حکمرانی تھی اور ''مصری وطنیت'' کا نظریہ انگریز خود فروغ دے رہا تھا کیونکہ انگریز چاہتا تھا کہ مصر کو عالم اسلام سے الگ تھلگ کر دیا جائے اور مصری قوم کے دماغ میں یہ بات راسخ کی جائے کہ اسے دوسری مسلمان اقوام خواہ وہ ترک ہوں یا ایرانی یا ہندی، ان کی طرف دیکھنے کی بجائے صرف اپنے مفادات کی فکر کرنی چاہیے اس طرح انگریز ایک طرف عربوں کو ترکوں سے جدا کرنا چاہتا تھا اور دوسری طرف عربوں کو عربوں سے بیزار کر رہا تھا---ہمیں یہ کہنے میں بھی کوئی باک نہیں کہ شیخ محمد عبدہ جیسے عالم دین بھی لارڈ کرومر کے ہمنواؤں میں شامل تھے---شیخ کے کام کا اگر ہم خلاصہ بیان کرنا چاہیں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ اسلام اور مغربی تہذیب کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنا چاہتے تھے۔ شیخ محمد عبدہ، جمال الدین افغانی کے شاگرد تھے اس لئے ہم شیخ محمد عبدہ کی تحریک کو جمال الدین افغانی کی تحریک ہی کا عکس سمجھتے ہیں---شیخ محمد عبدہ کے شاگرد علامہ رشید رضا اور ان کے دیگر ساتھی شیخ محمد عبدہ کو مجتھد فی الدین کا درجہ دیتے ہیں اور اخلاص وہزیمت کے لحاظ سے انہیں انتہائی بلند درجے کا امام تصور کرتے ہیں---مغربی سیاست دانوں کی کتابوں میں بکثرت شیخ محمد عبدہ کے مدرسہ فکر اور تحریک اصلاح کی تحسین وتعریف کی گئی ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ انہوں نے مغرب کی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں---شیخ محمد عبدہ فری میسن کے ممبر تھے ان کے شاگرد علامہ رشید رضا نے بھی شیخ محمد عبدہ کی جو سوانح عمری لکھی ہے اس میں اس بات کی تصدیق کی ہے''۔ (۱۱۵)

شیخ محمد عبدہ اور علامہ رشید رضا کے افکار ونظریات کے تعاقب میں ان کے معاصر اکابر علماء اہل سنت نے قلم اٹھایا جیسا کہ امام یوسف بن اسمٰعیل نبھانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل قصیدہ ''الرائیۃ الصغریٰ فی ذم البدعۃ واھلھا ومدح السنۃ الغراء'' لکھا جس میں جمال الدین افغانی، شیخ محمد عبدہ، علامہ رشید رضا کی مذمت کی اس قصیدہ کے لاتعداد ایڈیشن شائع ہوئے نیز اپنی کتاب ''البشائر الایمانیۃ فی المبشرات المنامیۃ'' میں شیخ

محمد عبدہ مکتب فکر کا رد کیا (۱۱۶) اور جامعہ الازہر کے استاد فلسفی السلام امام یوسف بن احمد دجوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۸۷ھ --- ۱۳۶۵ھ/ ۱۸۷۰ء --- ۱۹۴۶ء) نے علامہ رشید رضا کے رد میں کتاب ''صواعق من نارفی الرد علی صاحب المنار'' لکھی (۱۱۷)۔ (۱۲۹۶ھ --- ۱۳۷۱ھ/ ۱۸۷۹ء --- ۱۹۵۲ء) نے شیخ محمد عبدہ مکتب فکر کے تعاقب میں مقالات لکھے جو قاہرہ کے رسائل میں شائع ہوئے بعد ازاں ''مقالات الکوثری'' نامی کتاب میں شامل کئے گئے جو قاہرہ و کراچی سے شائع ہوئی (۱۱۸) علامہ رشید رضا مصری استعماری دور کے ہندوستان کے دورہ پر آئے تو یہاں کے اہل حدیث و دیو بندی علماء نے انہیں سر آنکھوں پر بٹھایا۔ موصوف کا سفر نامہ ہندانہی ایام میں ہندوستان سے شائع کیا گیا۔

جہاں تک جماعت انصار السنۃ المحمدیہ مصر کا تعلق ہے تو اس کا قیام ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء کو شیخ محمد حامد فقی مصری (۱۳۱۰ھ --- ۱۳۷۸ھ/ ۱۸۹۲ء --- ۱۹۵۹ء) کے ہاتھوں قاہرہ میں ہوا۔ شیخ فقی کے والد اور شیخ محمد عبدہ دونوں دوران تعلیم ہم سبق رہ چکے تھے۔ شیخ محمد حامد فقی کی وفات کے بعد شیخ عبد الرزاق عفیفی مصری (۱۳۲۳ھ --- ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۰۵ء --- ۱۹۹۴ء) اس جماعت کے صدر بنائے گئے (۱۱۹)۔ جنہیں بعد ازاں تدریس کے لئے مصر سے سعودی عرب طلب کر لیا گیا اور وہیں وفات پائی۔ آج کے اکابر علماء نجد میں سے کثیر تعداد شیخ عبدالرزاق عفیفی کے شاگردوں پر مشتمل ہے۔ ۱۹۶۹ء میں حکومت مصر نے جماعت انصار پر پابندی عائد کر دی اور اس کے ترجمان ماہنامہ ''الھدی النبوی'' کو بند کر دیا۔ ۱۹۷۲ء میں صدر انوار السادات کے دور میں یہ جماعت دوبارہ سر گرم عمل ہوئی اور ماہنامہ ''التوحید'' جاری کیا اور ۱۹۹۱ء سے تادم تحریر شیخ صفوت نور الدین اس جماعت کے صدر ہیں (۱۲۰)۔ وہابی تحریک جزیرہ عرب کے علاقہ نجد سے اٹھی تھی جس کے سبب سے زیادہ اثرات نجد کے علاوہ اس سے ملحقہ علاقہ قصیم میں پھیلے اور دیگر عرب دنیا میں مصر کی جماعت انصار کا قیام اسی تحریک کے تحت عمل میں آیا اور یہ بیرون سعودی عرب وھابی تحریک کی اشاعت میں سب سے اہم جماعت ثابت ہوئی۔

الغرض ۱۹۲۲ء سے ۱۹۹۸ء تک کے پورے سعودی عہد میں کل چودہ علماء کو مسجد الحرام کا امام و خطیب مقرر کیا گیا۔ ان میں سے دو شیخ محمد بن عبد الوھاب نجدی کی نسل میں سے تھے جبکہ باقی بارہ میں سے تین مصری نژاد اور سات نجد و قصیم کے باشندے تھے اور اب تک کے پورے سعودی عہد میں حرم دو ائمہ شیخ عبداللہ خیاط اور ان کے بیٹے ڈاکٹر شیخ اسامہ خیاط (پ ۱۳۷۵ھ) مکہ مکرمہ کے باشندے ہیں۔ ۱۹۹۸ء میں ائمہ وخطباء کی بیک وقت تعداد چھ تھی جن میں سے پانچ نجد و قصیم کے باشندے تھے اور ان کے ذمہ روزانہ ایک ایک نماز کی امامت تھی جبکہ چھٹے امام شیخ اسامہ خیاط مکی تھے جو اضافی امام کے طور اس منصب پر تعینات تھے (۱۲۱)۔ عثمانی اور پھر ھاشمی عہد میں مسجد الحرام کے ائمہ و خطباء اہل سنت و جماعت کے چاروں مذاھب حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی علماء سے لئے جاتے تھے اور سعودی عہد میں یہ مناصب صرف وھابی علماء تک محدود کر دیئے گئے۔

مسجد الحرام میں امامت و خطابت کے علاوہ ایک اور اہم منصب ''مفتی'' تھا جس پر چاروں مذاھب سے ایک ایک مفتی بیک وقت تعینات رہتے تھے۔ عثمانی دور کی وسیع اسلامی سلطنت میں چونکہ اکثریت احناف کی تھی نیز عثمانی سلاطین خود

بھی فقہ حنفی پر عمل پیرا تھے لہذا ملک کے سواد اعظم کا مذہب ہونے کی بنا پر چاروں مذاہب کے مفتیان میں سے اہم منصب ''مفتی احناف'' کا تھا اور ان چاروں مفتیان بالخصوص مفتی احناف کا جاری کردہ فتویٰ نہ صرف ملک بھر بلکہ پوری اسلامی دنیا کے علاوہ دیگر ممالک میں اہمیت رکھتا تھا۔ یوں اس دور کی مسجد الحرام مسلمانان عالم کے لئے قبلہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم الشان دارالافتاء، اسلامی تحقیقات ادارہ اور فقہی مرکز کی شکل اختیار کئے ہوئے تھی۔

حوالے وحواشی

(۱۱۲) شیخ عبدالظاہر ابوالسمح مصری کے حالات کے لئے دیکھئے: ائمۃ المسجد الحرام و مؤذنوہ فی العہد السعودی، عبداللہ سعید زہرانی (پ ۱۳۷۹ھ) طبع اول ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء مطبوعہ مکہ مکرمہ ص ۳۲، سیر وتراجم ص ۲۲۷-۲۲۸، نثر الدرر ص ۵۱-۵۴۔

(۱۱۳) شیخ عبداللہ حمدوہ سوڈانی مکی (۱۲۸۴ھ-۱۳۵۰ھ) کے حالات کے لئے دیکھئے: الدلیل المشیر ص ۱۹۴-۱۹۶، نثر الدرر ص ۴۱-۴۲۔

(۱۱۴) علامہ سید محمد نور کتبی (۱۳۲۷ھ---۱۴۰۲ھ) کے والد سید ابراہیم کتبی (۱۲۷۵ھ---۱۳۶۸ھ) ہندوستان کے ضلع فیض آباد سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ جا بسے علامہ سید محمد نور کتبی کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ (رجال من مکۃ المکرمۃ ج ۳ ص ۱۱۰-۱۲۳، من اعلام القرن الرابع عشرو الخامس عشر، ابراہیم بن عبداللہ حازمی طبع اول ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء دارالشریف ریاض ج ۱ ص ۱۶۱-۱۶۴) شیخ سید ابراہیم فیض آبادی کی اولاد آج بھی مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں آباد ہے۔ رجال من مکۃ المکرمۃ اور اعلام من ارض النبوۃ کے مصنفین انہی کی نسل میں سے ہیں۔

(۱۱۵) حسن البناء شہید کی ڈائری، اردو ترجمہ وتقدیم خلیل احمد حامدی، طبع ۱۹۹۲ء اسلامک پبلی کیشنز لاہور، شیخ محمد عبدہ مصری کے حالات الاعلام ج ۲ ص ۲۵۲-۲۵۳ اور علامہ رشید رضا مصری کے الاعلام ج ۶ ص ۱۲۶ پر دیئے گئے ہیں۔

(۱۱۶) الاعلام ج ۸ ص ۲۱۸، الدلیل المشیر ص ۴۰۹۔

(۱۱۷) الغیث المروی فی ترجمہ الاستاذ الامام الدجوی، عبدالرافع دجوی الازہری، طبع اول ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء مطبعہ اللواء مصر ص ۱۷۔

(۱۱۸) ''مقالات الکوثری'' مطبع الانوار قاہرہ نے ۵۹۴ صفحات پر طبع کی، اس میں شامل دو مقالات کے عنوان یہ ہیں: ''ابن عبدالوہاب و الشیخ محمد عبدہ''، ''رائی الشیخ محمد عبدہ فی بعض المسائل''۔

(۱۱۹) شیخ عبدالرزاق عفیفی مصری کے حالات پر مسجد الحرام مکہ مکرمہ کے موجودہ امام شیخ عبدالرحمٰن السدیس نجدی (پ ۱۳۸۲ھ) نے کتاب لکھی۔ نیز دیکھئے: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء جمع و ترتیب شیخ احمد الدویش، طبع اول ۱۴۱۱ھ دارالافتاء ریاض ج ۱ ص ۳-۴، الموسوعۃ المیسرۃ فی الادیان والمذاہب والاحزاب المعاصرۃ ج ۱ ص ۱۸۸-۱۸۹۔

(۱۲۰) الموسوعۃ المیسرۃ ج ۱ ص ۱۸۶-۲۰۱۔

(۱۲۱) ائمۃ المسجد الحرام ومؤذنوہ فی العہد السعودی، ص ۸۷۔

﴿باقی آئندہ﴾

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی

ایک ہمہ گیر شخصیت

از: ڈاکٹر طاہر رضا بخاری

(ڈائریکٹر محکمہ اوقاف، حکومت پنجاب)

عالم اسلام تاریخ کے انتہائی نازک اور پر آزمائش دور سے گزر رہا ہے۔ مذہبی اور گروہی اختلافات نے تفرقوں کے روپ میں امت مسلمہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کر رکھا ہے۔ طاغوتی قوتیں دین کی بچی کچی متاع کو بھی چھین لینے پر کمر بستہ ہیں۔ ان حالات میں ملت کی محسن اور منارۂ نور کی حیثیت رکھنے والی شخصیات کی یاد کو تازہ کرنے کی ہر کوشش اور کاوش اندھیری رات کے مسافروں کو روشنی دکھانے کے مترادف ہے۔ میں اس پاکیزہ تقریب کے انعقاد پر آپ سب کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ سلف کے کارناموں سے آگاہی حاصل کرنا اور ان کے نقش قدم پر عمل پیرا ہونا قوموں کی تعمیر و ترقی کا نسخۂ کیمیا ہے۔ ملت رسول ہاشمی کے جلیل القدر فرزندوں کی پاکیزہ سیرتوں سے آگاہی نیا ولولہ اور عزم و ہمت عطا کرتی ہے۔ اکابرین ملت کی عظمتوں کے نقوش جس قدر دل کی گہرائیوں میں اترتے جائیں گے اس قدر کامیابی کی منزلوں تک رسائی ہوتی جائے گی۔ باطل کی پشت پناہی اور حق و صداقت کی مخالفت جبہ و دستار اور لبادہ و عمامہ کی آڑ میں کرنے والے بھی موجود رہے ہیں۔ لیکن مردان حق نے ہمیشہ اپنی مساعی جمیلہ سے ان کے گھناؤنے چہروں سے نقاب ہٹائے اور اپنی مخلصانہ جدو جہد سے اہل ایمان کو اپنے علم و عمل کی روشنی میں جادۂ مستقیم سے ہٹنے نہ دیا۔ صفات خداوندی کی تقدیس کا مسئلہ ہو، حرمت کتاب مقدس کی بات ہو یا مرکز ایمان اور محور ایقان رسالت محمدیہ علیہ السلام کی تعظیم و خاتمیت کا معاملہ ہو یہ محسنین ملت بیضا داد و تحسین یا طعن و تشنیع سے ماورا ہو کر رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ وابستگان دین کے انہی عظیم محسنوں اور علم و عمل کے روشن ستاروں میں اس دور کے مجدد، میدان تحقیق کے شہسوار، اسرار شریعت و طریقت کے آگاہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کا نام نامی اسم گرامی سرفہرست ہے۔

جس دور میں آپ کی تشریف آوری ہوئی مغلیہ خاندان کے چراغ اقتدار کی لو ٹمٹما رہی تھی۔ آپ کی بچپن میں ہی پورے برصغیر پر انگریزوں کا تسلط قائم ہو چکا تھا اور آپ کے سن شعور تک نہ صرف مسلمانان برصغیر کے عظیم تشخص کو تباہ کرنے کے لئے انگریز ان کی تہذیب و معاشرت کو برباد کر رہے تھے بلکہ ان کے خود

★(یہ مضمون ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کے زیر اہتمام ہونے والی ''امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۰ء'' منعقدہ ۱۵ر نومبر ۲۰۰۰ء اسلام آباد (پاکستان) میں پڑھا گیا (ادارہ))

کاشتہ افراد و جماعتیں مرکز ایمان و دین یعنی تعلق رسالت کو تختۂ مشق بنائے ہوئے تھے۔ رسالت کی حرمت و تعظیم کو متنازعہ بنانے کی کوشش کی جارہی تھی۔ دیگر مذہبی قدریں زوال پذیر تھیں۔ کفرو ضلالت اور بد مذہبیت ولا دینیت کی تاریک گھٹاؤں نے ہر طرف ڈیرے ڈال دیئے تھے۔ ایسے نازک اور پرآشوب وقت میں آپ نے اسلام اور ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ و بقا کے لئے تن من دھن کی بازی لگادی اور باطل قوتوں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن گئے۔

یہ حقیقت ہے کہ بارہویں یا تیرہویں دو صدیوں میں عالم اسلام میں اعلیٰحضرت فاضل بریلوی جیسی کوئی ہمہ صفات شخصیت پیدا نہیں ہوئی۔ آپ کی ذات گرامی بے شمار اوصاف و محاسن اپنے اندر لیئے ہوئے ہے۔ جلالت علمی و کمال علمی میں آپ کی نظر نہیں ملتی۔ وسعت علم اور رائے کی پختگی میں پورے دور میں آپ کا کوئی ثانی نہیں۔ خدمت دین متین میں جس خلوص، سعی مسلسل اور بے باکی کا آپ نے مظاہرہ فرمایا وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔

ایک دفعہ افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری عمر سے دس گنا زیادہ کام میرے ذمے فرمادیا ہے اور اگر دس آدمی میری امداد کو ہوتے تو جو کچھ سینے میں ہے کسی قدر باہر آجاتا، اور ایک دفعہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے میری عمر سے دس گنا زیادہ کام لیا ہے یہ اس کا انتہائی فضل کرم ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے کے مصداق آپ کی شخصیت کے چند نمایاں پہلو پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

تحریک آزادی:

برصغیر انگریز کے غلبے اور ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر جس شدت سے آپ نے تنقید کی ہے آپ ہی کا خاصہ ہے۔ اسلامی تشخص کے تحفظ کا علمی و عملی اہتمام جس قدر آپ نے کیا اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ بدقسمتی سے یہ کوششیں اور کاوشیں ہمارے ملکی نصاب تعلیم میں شامل نہیں ہیں۔ آپ اس میدان میں جس قافلہ عزیمت کے سالار ہیں ان میں مجاہد انڈیمان علامہ فضل حق خیر آبادی، مفتی عنایت احمد کاکوروی، صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی اور امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب بھی شامل ہیں۔ یہ وہ بزرگ ہیں جن کی مجاہدانہ یلغار سے انگریزی حکومت بوکھلا اٹھی کہ سامراجیت کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا ہوا۔ افسوس ہماری نوجوان نسل آج ان بزرگوں کے نام تک سے بھی آشنا نہیں۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ نہ صرف ان کے کارناموں کو اوراق تاریخ کا مستقل حصہ بنایا جائے بلکہ درسی کتب میں بااہتمام ان کی سوانح و تعلیمات کو شامل کیا جائے تا کہ جادہ مستقیم کے لئے منعم علیہ ان ہستیوں سے آگاہی ہو سکے۔

میدان تحقیق کا شہسوار:

آپ کی شخصیت کو عادلانہ انداز میں جانچنے اور پرکھنے کے بعد ہر باشعور فرد اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ آپ علم و فضل کے بحر بیکراں ہیں۔ آپ کی ایک ہزار کے لگ بھگ تصنیفات اس دعوے کی صداقت پر شاہد عدل ہیں۔ پچاس سے زائد علوم وفنون میں آپ کی تحریری فن پارے موجود ہیں۔ شعبان ۱۲۸۶ہجری سے لے کر صفر ۱۳۴۰ہجری ۵۴ برس تک مسند افتا پر متمکن رہے اور اس عرصے میں اتنا لکھا کہ جب مولانا شاہ محمد حسنین رضا نے حساب

لگایا توفی دن ۵۶ صفحات کتابت وتحریر کے نکلے۔ ہزاروں مسائل پر بے لاگ تحقیق فرمائی۔ کوئی سوال آتا تو کتاب و سنت اور فرمودات علماء ملت کی روشنی میں دلائل کا انبار لگ جاتا۔ آپ کی ہر کتاب معلومات کا خزانہ اور تحقیق کا گنجینہ ہے۔ فتاویٰ رضویہ جیسی ایک کتاب ہی ہزاروں ادق مسائل پر آپ کی وسعت نظر اور تبحر علمی کی گواہ ہے۔ آپ کی ہر تصنیف کا نام ایسا پیارا اور فصاحت و بلاغت میں ڈوبا ہوا اور معانی و بیان کی میزان پر وزن کیا ہوا ہے اور جس کتاب میں جس موضوع پر کلام ہے اس کے نام میں مختصر طور پر اس کا بیان ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ ہر تصنیف کا نام تاریخی ہے۔ اس طرح ہر کتاب کے شروع سائنسی فنون اور ملکی سیاست پر بھی آپ کی بے نظر تصانیف موجود ہیں۔

قوت حافظہ:

ایک مرتبہ امام بریلوی نے فرمایا کہ بعض ناواقف حضرات میرے نام کے ساتھ حافظ لکھ دیتے ہیں حالانکہ میں حافظ نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ کوئی حافظ صاحب کلام پاک کا رکوع مجھ کو سنادیں اور پھر دوبارہ مجھ سے سن لیں۔ چنانچہ آپ نے ایک ماہ کی قلیل مدت میں قرآن حکیم حفظ فرمالیا۔ بقول مؤلف تذکرہ نوری ''مولانا غلام شبیر قادری نوری بدایونی'' پھر بڑی خوبی یہ تھی کہ روزانہ ایک پارہ زبانی حفظ کرنے کے باوجود فتاویٰ مبارک لکھتے مسائل شرعیہ واحکام دینیہ کی تعلیم فرماتے اور وقت معین پر مسند نشین ہو کر اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے فرامین مقدسہ سناتے لیکن دیگر مشاغل دینیہ میں کسی طرح کا کوئی فرق نہ آنے پاتا۔ آپ صرف تھوڑا سا وقت نماز مغرب کے بعد قرآن پاک حفظ کرتے تھے بقول حضرت محدث اعظم کچھوچھوی:

''اس کو آپ زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ خداداد قوت حافظہ سے ساڑھے بارہ سو برس کی کتابیں حفظ تھیں۔ یہ چیز بھی اپنی جگہ حیرت ناک ہے۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

عشق رسول اور اعلیٰ حضرت:

آپ کی شخصیت کا سب سے نمایاں تعارف اسی عنوان سے ہے یہ وہ نسبت اور تعارف ہے کہ کائنات کی تمام تر نسبتیں اس کے سامنے ہیچ نظر آتی ہیں۔

ایمان کی بہار اور خوشبو میں عشق رسول ہی ہے۔ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، اغواث، اقطاب، ابدال اور اولیاء عظام کی زندگیوں کے مطالعہ سے جو مرکزی نکتہ سامنے آتا ہے وہ یہی ہے کہ ان سب حضرات کی زندگی عشق رسول ﷺ کے محور پر گھومتی رہی۔ صحابہ کرام کے جانثاروں، تابعین اور تبع تابعین و سلف صالحین کا جذبہ تبلیغ، امامین اور فقہاء کے دینی اجتہادات، اغواث، اقطاب، ابدال اور اولیائے کرام کی ریاضتیں اور محاسبہ نفس کا مرکز حقیقی عشق رسول ﷺ ہی رہا ہے۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد بھی یہی ہے کہ ان کی ذات والا صفات کو ان کے امتی کو اپنے ماں، باپ، بیوی، بچوں اور مال ومتاع سے زیادہ عزیز رکھنا ہوگا۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حضرت امام بریلوی کی زندگی کا اصل مقصد عشق رسول ہی ہے اور حب مصطفیٰ ہی ان کے حیات کا مظہر ہے۔ عشق رسول کریم ﷺ انہیں ورثہ میں ملا تھا۔ آپ کے اجداد و اسلاف میں اولیاء کرام کے نام ہی آتے ہیں۔ جس کا اثر آپ کی ظاہری زندگی

پر جگہ جگہ پر نمایاں نظر آتا ہے۔ آپ کی سیرت کا نمایاں ترین پہلو یہ ہے کہ ہوش سنبھالنے کے وقت سے موت کی آغوش میں سو جانے تک زندگی کے کسی مرحلے اور حصے میں بھی کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے انحراف نہیں فرمایا۔ آپ کا اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، چلنا پھرنا حضور کی غایت درجہ اطاعت و اتباع کا مظہر تھا۔ جب آپ سونے کے لئے لیٹتے تو لفظ محمد ﷺ کی شکل بنا لیتے۔ عشق رسول کی اسی انتہا کو سامنے رکھتے ہوئے اور حضور ﷺ کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں حضرت امام بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق و کردار کا تجزیہ کیا جائے تو یہ بات آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہو جاتی ہے ۱۳۲۳ ہجری میں جب دوسری مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی تو حالت بیداری میں مدینہ عالیہ میں رسول ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔

تاریخ گوئی کی بے مثال مہارت:

فن تاریخ گوئی کوئی آسان کام نہیں یہ ایسا فن ہے جسے سیکھنے کے لئے وسیع مطالعہ اور مہارت تامہ کی ضرورت ہے، اور اس پر مہارت اور اس پر عبور حاصل کرنے کے لئے وقت کی ضرورت ہے۔ حضرت امام بریلوی رحمۃ اللہ بے انتہا مصروف زندگی گزارتے تھے۔ لیکن تاریخ گوئی میں آپ کو اتنا کمال حاصل تھا کہ موقع و محل کے مطابق بغیر دوات و قلم کے برجستہ تاریخی مادہ ارشاد فرما دیتے تھے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ کا ارشاد کیا ہوا تاریخی مادہ غلط ہو۔ آپ کی تصنیفات کتب و رسائل کے نام تاریخی ہیں اور یہ تاریخیں کتابوں کے مباحث و موضوعات پر بھی چسپاں ہوتی ہیں۔ آپ نے کئی شعراء کے دیوانوں کی تاریخیں بھی نکالیں لوگ اکثر فرمائش کرتے کہ ان کے نومولود بچوں کے تاریخی نام ارسال فرمائیں۔ آپ نے کبھی کسی کو مایوس نہیں فرمایا۔ بعض اوقات ایسے وظائف بھی پڑھنے کو بتا دیتے کہ وظیفے کے اعداد اور وظیفہ خوان کے نام کے اعداد برابر ہوتے جیسے جناب ایوب علی رضوی سے ان کے عرض کرنے پر ارشاد ہوا کہ ''یا لطیف'' کا ورد رکھیں۔ لطیف اور ایوب علی کے اعداد ایک سو انتیس (۱۲۹) ہیں۔ جناب مولانا محمود اسماعیل قادری نقشبندی کی وفات پر آپ نے عربی زبان میں دس تاریخی مادے، نثر کے رنگ میں نکالے اور دو تاریخی قطعات سپرد قلم کئے۔ پہلے قطعہ میں (۱۳) تیرہ شعر ہیں اور دوسرے میں انتالیس (۳۹) اور ہر مصرعے سے موصوف کی تاریخی وفات نکلتی ہے۔ والد گرامی کی زندگی کے حالات پر جو رسالہ "جواھر البیان فی اسرار الارکان" تصنیف فرمایا ہے۔ اس میں بھی کئی ایسے تاریخی مادے شامل کئے ہیں جن سے تاریخ وفات یا تاریخ ولادت نکلتی ہے۔ ملک العلماء حضرت فاضل بہاری نے بذریعہ خط اپنے نومولود بچے کے تاریخی نام تجویز فرمانے کی درخواست کی تھی۔ فاضل بریلوی نے فی البدیہ ارشاد فرمایا کہ ''نام تو مختار الدین ہونا چاہیے۔ دیکھیے تو سید صاحب شائد تاریخ وہی ہوگی''۔ سید صاحب نے حساب لگایا تو پورے ہوئے اور یہی سن ولادت تھا۔ لطف بالائے لطف یہ ہے کہ امام بریلوی نے اپنی مکتوبات شریف میں اپنا سن ولادت حسب ذیل آیت کریمہ سے انتخراج فرمایا۔

اولیک کتب فی قلوبھم الایمان ویدھم بروح منہ

اس آیت شریف کے عدد بھی ۱۲۷۲ ہوتے ہیں جو موصوف کا سال ولادت ہے۔ آیت کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمایا ہے اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعے مدد فرمائی ہے''

اس طرح آپ نے اپنی وفات کی تاریخی اس آیت کریمہ سے اخذ فرمائی:

ویطاف علیھم بانیة من فضة اکواب

ترجمہ: خدام چاندی کی کٹورے اور گلاس لئے ان کو گھیرے ہیں۔

اس آیت شریف کا عدد بھی ۱۳۴۰ھ ہوتے ہیں جو آپ کا سن وفات ہے۔ آپ نے تاریخ وفات اپنی وفات سے چار ماہ قبل بھوالی میں خود ارشاد فرمائی تھی۔ اس حقیقت سے جس طرح ایک طرف فن تاریخ گوئی میں آپ کی قوت استخراجیہ کا پتہ چلتا ہے تو دوسری طرف آپ کی باطنی نگاہ وکمال بصیرت کا سراغ ملتا ہے۔

اسی طرح ریاضی دانی، علم ہیئت وتوقیت، علم تکسیر، علم جفر وغیرہ۔ بیشتر علمو وفنون میں بھی امام بریلوی کی قابلیت ومہارت کا آفتاب پوری طرح چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ تواضع وانکسار، اطاعت والدین، بزرگوں کی تعظیم، چھوٹوں پر شفقت، جذبات، بخشش و سخاوت، احتیاط فی الدین، حق گوئی، حلم وعفو وغیرہ۔ شعبوں میں بھی آپ کی زندگی مثال کی حیثیت رکھتی ہے۔

ذوق شعر و شاعری:

بے شمار دیگر اوصاف ومحاسن کے ساتھ اللہ تعالی نے آپ کے فن شعر وشاعری میں بھی بے مثال مہارت عطا فرمائی تھی۔ آپ کی شاعری نہ تو مشغلہ تھی اور نہ ہی آپ نے مکارو پر فریب دنیا کی عارضی خوبصورتی ورعنائی کو اپنے فن شاعری کا حصہ بنایا بلکہ جب بھی مدینہ عالیہ یا خاک بغداد کی تڑپ ستاتی تو محبت و الفت کے جذبات الفاظ کا روپ اختیار کر لیتے۔ آپ کے کلام میں ہر طرح کا حسن صوری ومعنوی بدجہ اتم موجود ہے۔ بے ساختگی، سوز وگداز، جوش بیان، فصاحت و بلاغت اور کیف مستی لیکن حد ادب اور حدود شریعت کے دائرے کی پابندی درحقیقت آپ کیشاعری کا امتیاز ہے۔ تحدیث نعمت کے طور پر فرماتے ہیں:

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ہدی مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

برصغیر پاک و ہند میں اہل محبت کی شاید ہی کوئی محفل ایسی ہوگی جہاں آپ کے کلام اور مشہور زمانہ سلام:

مصطفٰے جان رحمت پر لاکھوں سلام''

کی گونج سنائی نہ دے۔ آخر کیوں نہ ہو آپ کی نعتوں کے ایک ایک شعر سے سرور کائنات ﷺ کی سچی محبت کے سرچشمے پھوٹتے ہیں۔ آپ خود بھی فرماتے ہیں۔

گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستان
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وامنقار ہے

اکثر شعراء جوش شاعری میں کچھ کا کچھ کہہ جایا کرتے ہیں۔ مبالغہ آرائی کی سطح پر آکر زمین وآسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔ مگر امام بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شاعری میں ایک نئی طرح ڈالی اور نعت گوئی کی ایک حد فاصل قائم کردی۔ اپنی نعت گوئی کے متعلق فرماتی ہیں۔

ہوں اپنے کلام سے نہایت محفوظ
بے جا سے ہے المنۃ للہ محفوظ
قرآں سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

بے شک ایک عالم دین کی یہی شان ہونی چاہیے۔ نبی کریم ﷺ کی تعریف وثنا تو آپ کی غذائے روح تھی۔ فرماتے ہیں کہ۔

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

آپ کے فن نعت گوئی اور شاعرانہ کمال کا اعتراف بڑے بڑے علماء واساتذہ فن نے کیا ہے۔ کسی محفل میں آپ کی یہ نعت۔

وہ کمال حسن ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

سن کر ابولاثر حفیظ جالندھری نے اظہار خیال کیا تھا — ''یہ تو کوئی استاذ الاساتذہ معلوم ہوتے ہیں''۔ امام بریلوی سے اختلاف کرنے والے ممکن ہے بہت سے حضرات ملیں لیکن یہ ناممکن ہے کہ آپ کے کمال نعت گوئی سے کسی کو اختلاف ہو۔ آپ کی نعت گوئی میں دورائیں ہو ہی نہیں سکتیں۔

آپ کی ایک نعت شریف کا پہلا شعر ہے۔

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سوہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

یہ نعت چار زبانوں کے حسین امتزاج کا مرقع ہے اس میں آپ کی جدت طرازی اور ایجاد کی قوت کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں۔ کاش کہ کوئی مرد خدا امام بریلوی کے نعتیہ کلام کی طرف توجہ کرتا اور اس کی خوبیوں کو اجاگر کرتا بلکہ اس کی مبسوط شرح لکھ کر علمی دنیا میں اسے پوری طرح متعارف کراتا۔ آپ کی شاعری کا محور عشق مصطفے ﷺ اور محبت اولیائے کرام ہے۔ ★

آپ فرماتے ہیں کہ۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ نان نہیں

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپ نے جس طرف کا بھی رخ کیا اس میدان کے شاہسوار بنے۔ اپنی صلاحیتوں کے ایسے جوہر دکھائے کہ اپنے تو اپنے غیر بھی ورطۂ حیرت میں ڈوب گئے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیغام کا فروغ عصر حاضر میں ملت اسلامیہ کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔ آخر میں ایک مرتبہ پھر میں اس عظیم الشان تقریب کے منتظمین کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ دعا ہے کہ رب العزت ہمیں ان ہستیوں سے وابستہ رہنے اور ان سے رہنمائی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

★ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے دیوان حدائق بخشش کی جزوی شرح کئی حضرات لکھ چکے ہیں۔ مبسوط شرح حضرت علامہ فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ العالی لکھ رہے ہیں۔ اب تک ۱۶؍ سے زیادہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ علامہ مفتی خان محمد قادری صاحب (لاہور) نے سلام رضا کی شرح لکھی ہے جو ۴۶۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ مفتی غلام یٰسین امجدی (کراچی) نے بھی حدائق بخشش کے کچھ حصہ کی شرح لکھی ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے کچھ اور علماء وادیب بھی اس کی شرحیں لکھنے کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ (ادارہ)

صاحبِ تصانیفِ کثیرہ

از: ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو★

مطالعہ و تدریس نویسی کے بعد فاضل بریلوی کا زیادہ وقت تالیف و تصنیف میں گزرتا تھا۔ تصانیف کی کثرت، موضوعات کے تنوع اور ان کی علمی اہمیت کی بنا پر شاید یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ وہ اپنے معاصرین میں بے حد ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ مولف "تذکرہ علمائے ہند" نے تقریباً ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء میں جب ان کی عمر صرف ۳۱ سال تھی، لکھا ہے کہ ان کی تصانیف کی تعداد پچھتر تک پہنچ چکی ہے۔ (کتاب مذکور صفحہ نمبر ۱۸) جب کہ فاضل بریلوی نے ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں اپنی تصانیف کی تعداد ۲۰۰ سے کچھ زائد بتائی ہے۔ (الدولۃ المکیۃ صفحہ نمبر ۱۲۸) ۱۹۰۹ء میں ان کے شاگرد رشید خلیفہ خاص محمد ظفر الدین قادری رضوی نے "المجمل المعدد لتالیفات المجدد" کے نام سے مرتب کی اور فاضل بریلوی کی ان ۳۵۰ تصانیف کا ذکر کیا جو محرم ۱۳۲۷ھ تک تالیف ہو چکی تھیں۔ "المجمل المعدد" میں سات کالموں (نمبر شمار، سال تالیف، نام کتاب، فن، زبان، کیفیت، مسودہ، مبیضہ، مطبوعہ، نا تمام اور موضوع) کے تحت مفید معلومات درج کیے گئے ہیں۔ آخر کتاب میں ان پچاس علوم و فنون کا ذکر کیا گیا ہے جن میں یہ کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ہر فن کے مصنفات کی تعداد بھی لکھ دی گئی ہے جیسے عقائد میں ۳۱/ تصنیفات ہیں، کلام میں ۷/ تفسیر میں ۷/ حدیث و اصول حدیث میں ۱۳/ اور فقہ و اصول فقہ میں ۱۵۹/ کتابیں لکھی ہیں اس فہرست کے مطابق اس وقت عربی میں ان کی ۱۰۰/ تصانیف، فارسی میں ۲۷ اور اردو میں ۲۲۳ تھیں۔ یہ سب ۱۳۲۷ھ تک کی تصنیفات و تالیفات ہیں۔ مرتب نے تصریح کی ہے کہ یہ فہرست مکمل نہیں ہے حامد رضا خاں نے "الدولۃ المکیۃ" کے حاشیے میں لکھا ہے کہ فاضل بریلوی کی تصانیف کی تعداد ۴۰۰/ ہے جن میں سے ان کے فتاویٰ بڑی تقطیع کے بارہ ضخیم مجلدات پر مشتمل ہیں۔ حاشیہ الدولۃ المکیۃ صفحہ نمبر ۱۲۹) "المجمل المعدد" کی ترتیب کے بعد فاضل بریلوی ۱۳/ سال اور زندہ رہے اور زندگی کے آخری دور میں وہ ہمہ وقت تالیف و تصنیف کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ ایک ایک دو دو دن میں پورا رسالہ قلم بند کر دیتے تھے۔ رسالہ المیزان (ممبئی ۱۹۷۶ء) کے امام احمد رضا نمبر میں ۵۴۸/ تصانیف کی تفصیلات ملتی ہیں۔ (رسالہ مذکور صفحہ نمبر ۳۰۶ تا ۳۲۴) یہ تفصیلات انوار رضا (لاہور، ۱۹۷۷ء) میں بھی شائع ہوئی ہیں۔ (صفحہ نمبر ۳۲۸ تا ۳۴۸) ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی اکتوبر دسمبر ۱۹۶۲ء) میں ان کی ۲۵۵ قلمی تصانیف کی فہرست سوانح اعلیٰ حضرت میں شائع ہوئی ہیں۔ (کتاب مذکور صفحہ نمبر ۳۲۳ تا ۳۴۰۔ ڈاکٹر حسن رضا خاں اعظمی نے فاضل بریلوی کی ۴۱۲ منتخب تصانیف کی فہرست چھاپی ہے، انہی نے ان کی ۲۵۴ فقہ کی تصانیف کے نام لکھے ہیں۔ (فقیہہ اسلام صفحہ نمبر ۴۵۳ تا ۴۶۷) اس طرح ان کی تصانیف کی تعداد ۶۶۶/ بن جاتی ہے۔ مفتی محمد اعجاز ولی خان، (ضمیمہ المعتقد المنتقد المجع صفحہ نمبر ۲۶۶) اور مفتی محمود احمد قادری نے تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے زائد بتائی ہے۔ (تذکرہ علمائے اہل سنت صفحہ نمبر ۴۶) معلوم ہوا ہے کہ مولانا عبدالمبین نعمانی نے تصانیف فاضل بریلوی کی تفصیل فہرست تحقیق و تلاش و جستجو سے مرتب کی ہے جو "المجمع الاسلامی" مبارک پور کی طرف سے شائع ہونے والی ہے۔ (حیات مولانا احمد رضا خان صفحہ نمبر ۲۲۶)

★ (سابق صدر شعبہ اردو، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ)

(دسویں قسط)

سفر نامۂ قاھرہ

تحریر: سید وجاہت رسول قادری

اب کہاں ہیں مالغین میلاد مبارک جو مولوی اشرف علی تھانوی صاحب اور مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کے غیر ذمہ دارانہ فتویٰ کی بنیاد پر عید میلاد النبی ﷺ کے منانے کو بدعت ضلالہ اور منانے والوں کو مثل ہنود مشرک و بدعتی قرار دیتے ہیں کیا صدر حسنی مبارک، مسلمانان مصر اور مسلمانان عالم سب کے سب مشرک و بدعتی ہیں؟ اللہ تبارک وتعالیٰ نادانوں کو عقل سلیم عطا فرمائے اور ہدایت سے نوازے (آمین)۔

بعد ازاں ہم لوگ مدرسۂ عینی گئے۔ وہاں ہم نے شیخ الاسلام علامہ بدرالدین عینی اور علامہ احمد قسطلانی علیہما الرحمۃ کے مزارات پر حاضری دی۔ ان حضرات کو وصال کئے ہوئے سینکڑوں برس گزر گئے لیکن آج بھی ان کی جلالت علمی کی ہیبت زائر کے قلب کو متاثر کرتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے ان پاکیزہ نفوس بندوں پر تا صبح قیامت رحمت و رضوان کی بارش فرماتا رہے (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)۔

قاہرہ اور اسکندریہ کی زیارت کے دوران جو خاص بات نوٹ کی وہ یہ کہ عام طور پر بزرگان کرام کے مزارات قد آدم کے سینے تک اونچے ہوتے ہیں۔ جبکہ لمبائی اس کی مناسبت سے کم ہوتی ہے۔ تمام مزارات پر چادریں چڑھی ہوئی ہوتی ہیں جس پر آیات کریم، کلمہ شریف یا درود و سلام کے صیغے تحریر ہوتے ہیں۔ بعض مزارات خصوصاً اہل بیت اور آل اطہار کے مزارات پر اولیاء کرام اور اہل بیت کی شان میں نازل کردہ آیات کریمہ اور ان کے فضائل مناقب بیان کرنے والی احادیث شریفہ بھی لکھی نظر آئیں۔ یہاں تک کہ ملحقہ مساجد کی دیواروں محراب پر بھی یہ آیات و احادیث تحریر تھیں۔ مزارات پر زائرین کے اژدھام کا منظر بھی برصغیر پاک و ہند جیسا تھا۔

ایک خاص بات یہ مشاھدے میں آئی کہ یہاں نکاح بھی مسجد کے احاطے میں ہوتا ہے۔ اس کے لئے مسجد کے آگے، عقب یا دائیں بائیں ایک قاعہ (ہال) یا احاطہ مختص ہوتا ہے جہاں ایک میز اور کچھ کرسیاں رکھی ہوتی ہیں۔ جب قاضی آکر بیٹھتا ہے تو لڑکا لڑکی قاضی کے آمنے سامنے کھڑے ہوجاتے ہیں ان کے اطراف میں دولہا دلہن کے رشتہ دار ہوتے ہیں۔ نکاح کے انعقاد کے بعد ایک رجسٹر میں درج کرلیا جاتا ہے اور اس کی سرکاری سند دولہا دلہن کو جاری کردیجاتی ہے۔ دولہا عام طور پر سوٹ میں اور دلہن کے بدن پر یورپین طرز کا بڑا سا سفید سایہ اور سر پر تاج نما آنچل ہوتا ہے۔ ہاتھ کان، گلے میں ہلکے زیورات ہوتے ہیں۔ تقریب نکاح کے بعد ایک دوسرے کو مبارک باد دی جاتی ہے، دولہا دلہن بھی آپس میں ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں پھر دولہا اپنی حیثیت کے مطابق چائے یا مشروب سے جس میں کیک، بسکٹ، ٹافیاں وغیرہ بھی ہوتی ہیں، حاضرین براتیوں کی ضیافت کرتا ہے، غالباً ان کے یہاں نکاح کے بعد ولیمے کا یہی تصور ہے۔

بہر حال یہ تقریب نہایت سادگی سے ختم ہوتی ہے۔لیکن ایک عجیب رسم یہ دیکھی کہ انعقاد نکاح کے فوراً بعد، دولہا دلہن دونوں جانب سے کچھ عورتیں منہ سے زور زور سے سیٹی نما آواز کورس میں نکالتی ہیں یہ آواز اس قدر تیز اور شدید ہوتی ہے کہ نیا آدمی گھبرا جاتا ہے کہ نہ جانے وہ کسی ہڑ بونگ میں تو نہیں پھنس گیا۔کبھی کبھی تو عین نماز کے وقت میں سیٹیوں کا یہ شور شرابا شروع ہو جاتا ہے۔جو بڑا تکلیف دہ ہوتا ہے، تحقیق پر پتہ چلا کہ سیٹیاں بجانے والی عورتیں فن کار (Professional) ہوتی ہیں، دولہا، دلہن دونوں طرف کے لوگ پیسہ دیکر بلواتے ہیں اور یہ رسم مصر کی قبل اسلام بربر قبائل کی رسموں میں سے ایک رسم ہے جو اب تک کسی نہ کسی صورت میں چلی آرہی ہے۔یہ دراصل بعد نکاح اظہار مسرت کا ایک طریقہ ہے۔یہ بھی معلوم ہوا کہ مصر میں لڑکا شادی اس وقت کر سکتا ہے جبکہ وہ نہ صرف کمانے والا، یعنی برسر روزگار ہو بلکہ اس کے پاس حسب استطاعت علیحدہ رہائش کیلئے حسب حیثیت وضرورت زندگی کی آسائش کی تمام اشیاء، مثلاً فرنیچر، برتن، کپڑے اور امور خانہ داری کے دیگر سامان سے مزین اپنا ایک شقہ (فلیٹ) ہو۔وہاں رواجاً لڑکے لڑکی کے والدین اپنی اولاد کی شادی کے سلسلے میں کسی قسم کی مادی یا مالی مدد دینے کے پابند نہیں۔البتہ لڑکا، لڑکی شادی سے قبل اپنے والدین کی رضامندی ضرور حاصل کرتے ہیں۔ہاں کبھی کبھار دونوں میں سے کوئی یا دونوں چھوٹی موٹی اشیاء تحفۃً مہیا کر دیتے ہیں۔شادی کے فوراً بعد دولہا اپنی دلہن کے ہمراہ اپنے فلیٹ میں منتقل ہو جاتا ہے۔

علامہ احمد قسطلانی علیہ الرحمہ والرضوان کے مزار پر حاضری کے بعد ہم لوگ پاکستانی سفارتخانے گئے۔قاری فیاض الحسن صاحب پاکستانی سفارتخانے کے بعض افسران کے بچوں کو تجوید و ناظرے کی تعلیم دیتے ہیں اس لئے وہاں کے افسران سے خاصی شناسائی ہے ان کی وساطت سے ہم سفارتخانے کے ایک افسر جناب ظفر الحق صاحب سے ملے وہ ہمیں مستشار التعلم (سکریٹری تعلیم) جناب مفتی منیر کے پاس لے گئے۔مفتی صاحب بڑے شفیق اور بذلہ سنج انسان ہیں۔ہم نے اپنا تعارف کرایا اور ان کو اپنا مدعا بتایا کہ ہم ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل'' پاکستان کی جانب سے جامعہ ازہر شریف اور جامعہ عین شمس کو ۳؍اساتذہ کرام کے اعزاز میں جنہوں نے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی شخصیت اور تصنیفات کا تحقیقی اور تصنیفی کام کیا ہے، گولڈ میڈل دینا چاہتے ہیں۔اساتذہ کرام کے اسماء گرامی یہ ہیں: (۱) دکتور حسین مجیب مصری، سابق استاد جامعہ عین شمس (۲) دکتور رزق مرسی ابو العباس علی، استاذ شعبہ لغت عربی، جامعہ ازہر شریف (۳) دکتور حازم محمد احمد المحفوظ، لکچرار شعبہ لغات والترجمہ، (قسم الاردیہ) جامعہ الازہر۔

ہم نے مزید درخواست گوش گزار کی کہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ مبارک تقریب محترم سفیر پاکستان کی زیر صدارت ہو اور اس میں سفارتخانۂ پاکستان کی جانب سے شیخ الاکبر، الامام محمد سید طنطاوی، شیخ الازھر الشریف بطور مہمان خصوصی اور اعزاز پانے والے اساتذہ کرام کو مدعو کیا جائے مفتی صاحب نے نہایت سکون اور دلجمی کے ساتھ ہماری درخواست سماعت کی، فرمایا کہ سفیر صاحب چونکہ آج کل ہی میں پاکستان سے تبدیل ہو کر آئے ہیں، اس لئے بہت مصروف ہیں، اس وقت ملاقات ممکن نہیں، اور مشورہ دیا کہ سفیر صاحب کے نام ایک درخواست مجوزہ تقریب کی صدارت مع وقت اور مقاصد تقریب کی تفصیل کے ساتھ لکھ دیں، آپ کی درخواست سفیر صاحب تک پہنچا دی جائے گی اگر انہوں نے منظور فرمالی تو پھر آپ کو کوئی لائحۂ عمل بتایا جا سکتا ہے۔

﴿باقی آئندہ﴾

حواشی درر الحکام شرح غرر الاحکام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غرر الاحکام

قولہ والمساحۃ التی — المفروضۃ ای مائۃ ذراع وبہ ۱۲

قولہ علی نصف القطر — بل علی ربع القطر او علی القطر ثم ضرب الحاصل من اربعۃ کما ہو حکم التعکیس ۱۲

قولہ ان عدم النقع شرط ولیس کذلک کما سیاتی — فی الاستیعاب بالیدین حتی لو کان نقع وجب الاستیعاب بالنقع ولیس کذلک والحق ان الاحتیاج الی امنانۃ للتخلیل اذا لم یدخل الغبار بین الاصابع قول محمد کما من الورکاء ستراط الاستعمال جزء من الارض فلا محمل لہ الا الاول ای تحصیل الاستیعاب بالنقع ۱۲

قولہ وہو الحجرۃ فہذا بیا یدخل — رو دنا علیہ فی حاشیۃ من ابی السعود ۱۲

قولہ اذا کان الامام المعین یصلی بالبعض اولا — اقول قد یرد ہذا الاستظہار رجوعہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الی اہلہ وجماعتہ بہم حین الی المسجد وقد صلوا فیہ وذلک ان تجیب بانہا وافقت عین فعلہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم او بعضہ انہ ان تاخر صلی بالناس لم یکن صلاتہ صلاۃ الامام المعین لکونہ خلیفۃ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والضافی ترکہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الجماعۃ بالمسجد حکمۃ اخری بینا کما علی حاشیۃ رد المحتار ۱۲

قولہ وتمامہ فی الفتح — قبیل باب تاکید الصلاۃ ۱۲

قولہ وہل تمنع ای الصغیرۃ — اختلفوا فیما علی الدراہم وکذا نقل البحر ۱۲

قولہ فبداء کذلک واجب فلیتامل — اقول ولقد افاد واجاد رحمہ اللہ تعالٰی

عکس قلمی مخطوطہ (صفحہ اول) "درر الحکام شرح غرر الاحکام" از امام احمد رضا محفوظ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی

حواشی الفتاوی البزازیة للامام حافظ الدین ابن البزاز

بسم الله الرحمن الرحیم

قوله ان کان الحوض — الذی فی الخلاصة ص ان کان الکبیر قدر ذراعین ونصف ۱۲

قوله من گرداتة — صوابه گردابه کما فی الخلاصة ۱۲

قوله لا یجوز — للنجاسة فی الخلاصة نقل ۱۲

قوله لانه یکبر الاستعمال — مبنی علی الضعیف والصحیح الجواز ما لم یغلب المستعمل ۱۲

قوله وعمق لا عرض وماده لقدر — ما لا ینحسر بالاغتراف ۱۲

قوله وبه یفتی — ہو خلاف ما اعتمده الجمہور فلیتنبه ۱۲

قوله تجری وان لم یقع — صوابه بالمہملة ۱۲

قوله علی شئ وان غاب تحال ام — لعل صوابه فان غاب بالهاد ۱۲ ای جعل ابن الحیین فی القصعة ثم غاب بنیة ثم رجع فوجد للغارة فی القصعة ۱۲

قوله وقد ذکرنا خلافه — فی الصفحة الماضیة ۱۲

قوله لا یکون ذا عذر — والفتوی علی الاول ۱۲

قوله ولم یسل نقض — عند محمد فی التصحیح له ۱۲

قوله وفی جامع الصغیر — فی الخلاصة ای فی بعض نسخ الجامع الصغیر ۱۲

قوله ما فی النوازل والاول — الغلب والصواب العکس ۱۲

قوله والنقض اقیس — صحح العامة قول ابی یوسف انه لا یکون سیلانا ما لم یتجدد واختاره السرخسی وقال فی الفتح انه اوجه ونص فی جواہر الاخلاطی عن فتاوی خوارزم ان علیه الفتوی فلا تنظر الی ما وقع ہنا ۱۲

قوله فوصل بتحریک المحل جاز — اقول یتعلق بالمسألتین اذ ذرعا ما به

عکس قلمی مخطوطہ (صفحہ اول) ''حواشی فتاویٰ برازیہ'' از امام احمد رضا، مخزونہ لائبریری ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی

دور و نزدیک سے

مرتبہ: شیخ ذیشان احمد قادری

الحاج محمد سعید نوری، (ممبئی، انڈیا)

''معارف رضا'' ماہ نامہ کی صورت میں موصول ہورہا ہے کرم فرمائی کا شکریہ---''معارف رضا'' کو آپ نے بڑی شان سے جاری کیا ہے دعا ہے کہ فیض رضا جاری رہے اور ''معارف رضا'' دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتے ہوئے مسلک اعلیٰ حضرت کی ترجمانی کرتا رہے، ادارہ کی ٹیم بہت خوب ہے حضرت پروفیسر صاحب، حضرت وجاہت صاحب، جناب ڈاکٹر اقبال قادری، جناب ڈاکٹر مجید اللہ قادری اور دیگر سب محسنین کو سلام عرض ہے۔

حافظ شاھد احمد (فاضل دار العلوم، اکوڑہ خٹک نوشہرہ)

(۱) ایک مدت سے یہ کوشش ہے کہ فیضان رضا جاری ہو مگر حالات و ادوار ایسے ہیں کے ٹس سے مس نہیں ہو سکتے۔ یہاں کے اہلسنت و جماعت دیوبندیوں سے ملے جلے ہیں بلکہ ہیں اہل سنت اور خود کو دیوبندی کہلاتے ہیں۔ اسی وجہ سے کئی امر پر افراد اتفاق نہایت مشکل ہے کہ فیضان رضا جاری ہو (۲) افغانستان طالبان تحریک بالکل سچے اہل سنت ہیں ''عید میلاد النبی ﷺ'' گورنمنٹ کی طرف سے مناتے ہیں پورے ایک ہفتے سے تک ریڈیو پر نشر کرتے ہیں وسیلہ، استغاثہ، حیات الانبیاء، وہابیوں کی مخالفت سختی سے نفرت، علم غیب کا اقرار نورانیت نبوی کا اعتراف، یارسول اللہ پر جھگڑے کرتے ہیں مگر دیوبندیوں نے ان پر ہاتھ رکھے ہیں سنی بھائیوں، ہی انہیں وہابی کہتے ہیں الغرض ہیں سنی مگر نام بریلی سے ڈرتے ہیں۔ مگر فقیر نے بار حال تجربہ کیا کہ جب انہیں بتاتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت قندھاری تھے اور ان کے علوم وافکار ایسے تھے تو پھولے نہیں سماتے، بہت خوش ہوتے ہیں پھر اعلیٰ حضرت کو سب کچھ مانتے ہیں کیونکہ اعلیٰ حضرت چاروناچار ضرور نہایت مشہور ہیں، سب عاشق رسول مانتے ہیں۔ (۳) ہمارے علاقے پشاور و نوشہرہ میں اہل سنت خصوصاً شیخ العالم احمد رضا خاں محدث بریلوی کے کتب نظر نہیں آتے کہ خریدے، آج کل ایک دوست کے وساطت سے ''السلامیہ فی مدح خیر البریہ'' مولانا احمد رضا خان بریلوی ہاتھ میں آیا ہے جو کہ نہایت مفید ثابت ہورہا ہے۔ احکام شریعت بہت مفید دیکھ رہا ہوں۔ (۴) اگر ادارہ یہ چاہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت پر پشتو میں کام جاری ہوجائے تو اعلیٰ حضرت کے متعلق جملہ سوانح و تاریخ ہائے نمایاں بھیجے ہم پر احسان ہوگا اعلیٰحضرت کی چونکہ تفصیلی تاریخ لکھنی چاہیے کیونکہ پٹھان و افغان بزرگوں کی تاریخ تقریباً ضرور سنتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ اس لئے فقیر اس کام کیلئے ہمہ تن مصروف ہوگا اور قلیل مدت میں کتاب ھذا پشتو زبان میں پیش کرونگا یہ ہماری سعادت ہیں آپ نوازش فرمائیں۔ ہم پٹھان ہیں باتوں میں سختی اور اردو کی غلطی سے محفوظ نہیں رہ سکتے اس لئے غلطی معاف کرنا۔

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی (بریلی، انڈیا)

''معارف رضا'' کے سبھی شمارے ملے، آپ صاحبان نے وقت کی ایک اہم ضرورت کی طرف توجہ دی مبارک ہو۔ رب عظیم ''معارف رضا'' کو سورج کی ہر نئی کرن کے ساتھ تب و تاب اور توانائی عطا کرے، سبھی مضامین علمی و تحقیقی۔ غرض یہ کہ بہت خوب ہیں خدائے لم یزل اقبال صاحب کے اقبال کو بلند کرے ہر کام دفتری نظام ہو یا طباعت و اشاعت و تصنیف و تحریر کا کام یہ سب بخوبی انجام دیتے ہیں خوب لگن اور محنت سے کام کرتے ہیں اور ماشاء اللہ اب لکھتے بھی خوب ہیں اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب نے اب اپنے خصوصی سبجیکٹ کی طرف خصوصی توجہ دی ہے بہت بہت مبارک ہو ان کے دونوں مقالات مرجان کے تعلق سے اور علم حجریات بہت ہی خوب ہیں ڈاکٹر عبداللہ صاحب اور شریک کار کا مقالہ بہت وقیع ہے۔ وجاہت صاحب کے اداریئے چاہے وہ سالنامہ کے رہے ہوں یا اب ماہنامہ کے اردو کے ہوں یا انگریزی کے واقعی چمنستان مجلہ کی بہار اور گلہائے مضامین کے عطر ہوتے ہیں۔

میاں محمد صادق قصوری (قصور)

''معارف رضا'' برابر موصول ہو رہا ہے اور ماشاءاللہ خوب سے خوب طرف کی طرف گامزن ہے اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کو عام کرنے اور ہر دل کی دھڑکن بنانے کیلئے اب تک کافی کام ہو چکا ہے مگر ابھی مزید کام کرنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ ابھی گرانیٔ شب میں کمی نہیں آئی۔ دعا ہے کہ یہ ماہنامہ آسمان صحافت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے اور مسلک رضا کا سچا و پکا مبلغ و پرچارک ثابت ہو۔

علامہ عبدالحکیم شرف قادری (لاہور)

حاشیہ طحاوی شریف کی فوٹو کاپی مل گئی شکریہ، یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ آپ ''معارف رضا منظر اسلام نمبر'' شائع کر رہے ہیں فقیر باوجود خواہش کے سوائے تاثر کے کچھ نہ لکھ سکا، سید صابر حسین شاہ (اٹک) نے مقالہ لکھا ہے۔ مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کے پاس منظر اسلام کے دوسرے سال کی رپورٹ ہے اس میں علماء کے تاثرات اور مختلف کلاسوں کے طلباء کی فہرست مع ان کے اسباق کی تفصیل شائع کی جاسکتی ہے۔

مولانا محمد جلال الدین قادری (کھاریاں، گجرات)

نوازشات پیہم کے طور پر ''معارف رضا'' باقاعدہ موصول ہو رہا ہے اس کیلئے صدق دل سے ممنون ہوں۔ ''معارف رضا'' مجریہ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ کے صفحہ نمبر ۳۰ پر دو جگہ فقیر غفرلہٗ کا نام غلط طور پر درج ہوا ہے فقیر سادات کرام کا ادنیٰ گنہگار غلام ہے جبکہ مذکورہ صفحہ پر فقیر کے نام کے ساتھ لفظ ''سید'' کا سابقہ لگا دیا گیا ہے جو قطعاً یقیناً غلط ہے اس کتابت کی غلطی کو درست فرمالیں فقیر اپنا نام محمد جلال الدین قادری لکھتا ہے۔

سید محمد یاسر بخاری (پشاور)

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا'' کا سایہ اہل سنت کے سروں پر تادیر سلامت رکھے۔ آپ حضرات کا غائبانہ نیاز مند ہوں، ''معارف رضا'' باقاعدگی سے استاذی مرشدی علامہ سید محمد امیر شاہ گیلانی قادری دامت برکاتہم کی خانقاہ عالیہ میں دیکھتا رہتا ہوں اہل سنت کے مختلف دینی و ادبی حلقوں سے نکلنے والے رسائل و جرائد میں مجلّہ ھذا ایک منفرد امتیازی شان کا حامل ہے اللہ تعالیٰ اسے دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے ویسے تو تمام مضامین ہی اچھے ہیں مگر ''فاضل بریلوی اور علماء مکہ مکرمہ'' نہایت تحقیقی و علمی ہے۔

علامہ محمد صدیق ہزاروی (جامعہ نظامیہ لاہور)

''معارف رضا'' کا شمارہ ہر ماہ ملتا رہتا ہے اس پر ممنون ہوں۔ ماشاءاللہ اس کا اداریہ اور دیگر مضامین نہایت عمدہ اور وقیع ہوتے ہیں میں شوق سے مطالعہ کرتا ہوں طباعت کا معیار بھی دوسرے رسائل کے مقابلہ میں اچھا ہے اور مسلک اہل سنت کی ترجمانی نہایت عمدگی سے ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ کامیابیاں عطا فرمائے ''دارالعلوم منظر اسلام'' کے جشن کے حوالے سے ایک مضمون ارسال خدمت ہے۔

ڈاکٹر اختر یوسف (صدر شعبۂ اردو رانچی، یونیورسٹی، انڈیا)

آپ کا غائبانہ تعارف عزیز گرامی غلام غوث قادری سے ہوا خوشی کی بات ہے کہ اعلیٰ حضرت کے کارناموں پر آپ کے یہاں مسلسل تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے۔ میں نے اپنی یونیورسٹی کے نئے نصاب میں اعلیٰ حضرت کی دو کتابیں ''حدائق بخشش'' اور ''امام احمد رضا کے نثری شہ پارے'' شامل کرلی ہیں چند اور پرچوں میں اعلیٰ حضرت کی کتابیں شامل ہیں ان کی زیراکس کاپی جلد ہی آپ کو ارسال کردی جائے گی۔

سید صابر حسین شاہ بخاری (برھان شریف اٹک)

ماہنامہ ''معارف رضا'' پوری آب و تاب کے ساتھ مطلع صحافت پر طلوع ہو رہا ہے رضا شناسی میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔ تمام مضامین تحقیقی اور صوری اور معنوی لحاظ سے بے مثال ہوتے ہیں۔ آپ اداریہ خوب صورت لکھتے ہیں جو فقیر کم از کم تین دفعہ پڑھ کر لطف اندوز ہوتا ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ آپ کے قاہرہ کا سفر نہایت خوب رہا اور پھر آپ نے اسے ''معارف رضا'' کے صفحات پر محفوظ کرنے کا جو سلسلہ شروع کر رکھا ہے وہ بھی قابل تحسین ہے۔ دارالعلوم منظر اسلام بریلی کے بارے میں آپ نے اداریہ میں کوزے میں دریا بند کردیا ہے۔ امید ہے اس کا نمبر بھی نہایت شاندار ہوگا ویسے تو ''معارف رضا'' کے تمام مقالات ہی ایمان افروز ہیں لیکن محمد بہاؤالدین شاہ صاحب کے مضامین اپنی مثال آپ ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب ایک عرصہ سے اپنے موضوع پر کچھ نہیں لکھ رہے۔ ان مقالات کو علمی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ علامہ شمس الحسن شمس بریلوی کا شاہکار ''مثنوی آفتاب افکار رضا'' بھی اب ''معارف رضا'' کی زینت نہیں ہے کیا وجہ ہے؟ اسے جاری رکھیں۔

کتبِ نو
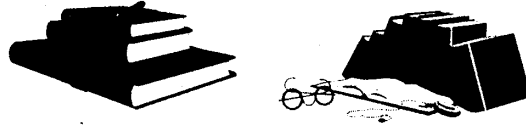
(سید محمد خالد قادری)

نئی کتب کے تعارف کی اشاعت کیلئے دو نسخے آنا لازمی ہیں

''حقوق والدین''

مرتبہ......قاری محمد زمان علوی

صفحات......24 ہدیہ......=/5 روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر......رضا اکیڈمی، مسجد رضا، محبوب روڈ، چاہ میراں، لاہور

''جامع الشواھد فی اخراج الوھابین عن المساجد''

تصنیف......علامہ وصی احمد محدث سورتی

صفحات......=/80 ہدیہ......=/12 روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر......ادارہ معارف نعمانیہ، 323، شاد باغ لاہور

''تذکرہ شاہ ولی محمد چشتی''

مرتبہ......شاہ اکرام حسین سیکری چشتی

صفحات......72 ہدیہ......درج نہیں

ناشر......خانقاہ چشتیہ، پوسٹ بکس نمبر 28، میر پور خاص، سندھ

''اسلوب تحقیق''

از......ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

صفحات......16 ہدیہ......=/6 روپیہ

ناشر......اسلامک ایجوکیشن ٹرسٹ، 2-B-5، نارتھ کراچی

''الوظیفۃ الکریمۃ'' (عربی)

تصنیف ......امام احمد رضا الحنفی القادری

تعریب ...... استاذ ضیاء المصطفیٰ القصوری

الورق......56 هديه...... =/10 روفیا تکت

الناشر......ادارة تحقیقات الامام احمدرضا العالمی 25 جافان مینشن، رضا جوك، ریکل جوك صدر، کراتشی، پاکستان

''مزارات پر حاضری کے آداب''

تالیف......عمر حیات قادری

صفحات......16 ہدیہ......درج نہیں

ناشر......صفہ اکیڈمی امتیاز آپٹیکل، مدینہ مارکیٹ صدر، لاہور کینٹ

''کیا یا رسول اللہ کہنا منع ہے؟''

تحریر......صاحبزادہ محمد ظفر الحق بندیالوی

صفحات......24 ہدیہ......درج نہیں

ناشر......صفہ اکیڈمی امتیاز آپٹیکل، مدینہ مارکیٹ صدر، لاہور کینٹ

''جہاد کیوں اور کس لئے''

مصنف......علامہ ارشد القادری

صفحات......24 ہدیہ......درج نہیں

ناشر......آل جموں کشمیر سنی جہاد کونسل، مسجد دیار حبیب، 5-D سرجانی ٹاؤن کراچی

''محبت رسول ﷺ''

مصنف......امام ابو محمد عبد الجلیل اندلسی ترجمہ......مفتی محمد خان قادری

صفحات......32 ہدیہ......درج نہیں

ناشر......صفہ اکیڈمی امتیاز آپٹیکل، مدینہ مارکیٹ صدر، لاہور کینٹ

''میلاد، قائد اعظم اور علامہ اقبال''

تحریر......سید نور محمد قادری/سید صابر حسین بخاری

صفحات......48 ہدیہ......=/20 روپیہ

ناشر......بزم رضویہ 14/34، داتا نگر بادامی باغ، لاہور

''قائد اعظم بارگاہ رسالت میں''

تحریر......سید صابر حسین بخاری

صفحات......88 ہدیہ......=/27 روپیہ

ناشر......بزم رضویہ 14/34، داتا نگر بادامی باغ، لاہور